ضیاء پاشی
یا
ضیاع کاری

حضرت علامہ مولانا

مفتی ظہور احمد جلالی

ادارۂ معارفِ نعمانیہ شاد باغ لاہور پاکستان

اَللّٰہُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا

نَحْنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا

﴿سلسلہ اشاعت 173﴾

نام کتاب	....	ضیاء الامت کی ضیاء پاشی یا ضیاع کاری
مؤلفین	....	حضرت علامہ مولانا مفتی ظہور احمد جلالی مدظلہ العالی
		سید بادشاہ تبسم بخاری مدظلہ العالی
صفحات	....	64
تاریخ اشاعت	....	مارچ 2011ء
تعداد	....	ایک ہزار
ہدیہ	....	دعائے خیر بحق معاونین وارا کین ادارہ

نوٹ شائقین مطالعہ -/40 روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب کر سکتے ہیں

ملنے کا پتا

ادارہ معارف نعمانیہ

323 شاد باغ لاہور پاکستان

پیر کرم شاہ الازہری الملقب بہ ضیاء الامت کی

ضیاء پاشی یا ضیاع کاری

از قلم: ظہور احمد جلالی

بندۂ ناچیز آج سے تقریباً دس سال قبل ۱۹۹۵ء میں ایک صاحب کی خدمت میں حاضر تھا۔ وہ صاحب موجودہ دور میں اہل سنت کی پہچان بھی ہیں اور عظمت کا نشان بھی، ان کو دیگر کمالات کے علاوہ یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ آپ صغر سنی سے ہی اکابر میں شمار کیے جانے لگے۔ اس بناء پر وہ تمام اکابر کی نظر میں ہمیشہ محبت و شفقت کا مرکز بنے رہے۔

ان ممدوح المشائخ کی خدمت میں حاضری کے دوران ضیاء الامت/ضیاع الامت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری کا ذکر خیر ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ میں پیر صاحب بھیروی کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو مدارس دینیہ اور نصاب تعلیم کا ذکر شروع ہو گیا تو پیر صاحب بھیروی ازہری فرمانے لگے کہ صاحبزادہ صاحب میں نے جو پروگرام شروع کیا ہے اس میں سو فیصد کامیاب ہوا ہوں مگر مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ میں عالم ایک بھی تیار نہیں کر سکا۔

راقم الحروف نے جب یہ کلمات سنے تو بھیرہ شریف اور اس سے ملحقہ مدارس کے نصاب تعلیم کو بنظر غائر دیکھا تو ضیاء الامت/ضیاع الامت کے قلق کی اصل وجہ سمجھ آ گئی۔ کیوں کہ ضیاء الامت/ضیاع الامت نے قدیم درسیات کو اپنے وقت کے یگانہ روزگار مدرسین سے پڑھا تھا اور وہ کتب معقول و منقول سے خوب آشنا تھے اور وہ اس حقیقت

سے بھی آگاہ تھے کہ ان کے اپنے وضع کردہ نصاب سے کس قدر علمی پختگی آتی ہے اور ان کا فارغ التحصیل کس قدر ثقہ عالم تیار ہوتا ہے اور اسے درسیات کے حوالے سے ماہر فنون عالم کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ اور وہ تفاسیر و شروح حدیث میں درج اصطلاحات فنون اور ان پر متفرع ہونے والے مسائل سے کس قدر استفادہ کر سکتا ہے اور انصاف پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے آپ نے اسے اپنے لفظوں میں واضح فرما دیا کہ

میں عالم ایک بھی تیار نہیں کر سکا۔

ناچیز کو قصیدہ بردہ شریف سے ایک خاص انس حاصل ہے۔ جب ممتاز عالم دین حضرت مولانا مفتی محمد رحیم سکندری دامت برکاتہ نے درگاہ شریف پیر گوٹھ ضلع خیر پور سندھ سے ۱۴۰۶ھ میں قصیدہ شریف کی عظیم شرح الزبدۃ العمدۃ شائع کی تو راقم نے اپنے ذوق کی تکمیل کے پیش نظر اس کا اردو ترجمہ کر دیا۔ اشاعت کے وسائل کی عدم دستیابی کی بناء پر یہ ترجمہ تقریباً سات سال تک اشاعت کا منتظر رہا۔ پھر ایک صاحب نے اشاعت کی ذمہ داری قبول فرمائی تو اس دوران ضیاء الامت/ضیاع الامت کے ایک قابل فخر شاگرد مولانا حافظ محمد افضل منیر صاحب کا ترجمہ بازار میں آ گیا تو فقیر کا ترجمہ پھر معرض التوا میں چلا گیا۔ فقیر نے سوچا کہ بندہ اپنے ترجمہ کا مطبوعہ ترجمہ سے تقابل تو کرے تا کہ جہاں کہیں اشتباہ پڑتا ہے تو اس کی اصلاح کر لی جائے۔

راقم نے قصیدہ بردہ شریف کے پہلے شعر کی تشریح کا پہلا جملہ پڑھا جو کہ یوں ہے

شعر

أَمِنْ تَذَكُّرِ جِيرَانٍ بِذِي سَلَمٍ
مَزَجْتَ دَمْعًا جَرَىٰ مِنْ مُقْلَةٍ بِدَمِ

اس کی شرح میں علامہ امام سیدی علی قاری کی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

هَمْزَةُ الْاِسْتِفْهَامِ لِلتَّقْرِيرِ مُنْصَبَّةٌ عَلٰى مَزَجْتَ وَ قُلِّمَتْ لِلصَّدَارَةِ یعنی ہمزۂ استفہام تقریری کے لیے ہے جو کہ (اصل کے اعتبار سے تو) مزجت پر

داخل ہونے والا ہے جبکہ صدارت کلام کے پیش نظر اسے مقدم کر دیا گیا ہے۔ اس عبارت کا پہلا جملہ ہے۔ ہمزۃ الاستفہام للتقریر جس کا مطلب یہ ہے کہ "أمن" کا ہمزہ استفہامیہ یہاں تقریر کے لئے ہے کہ مضمون کلام کو برقرار رکھنے کے لئے ہے یعنی مضمون کلام اسی طرح ہی ہے جیسے ازید قائم کیا زید کھڑا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ زید کھڑا ہے یہ بات اسی طرح ہے۔

دوسرا جملہ ہے مُنْصَبَّةٌ عَلٰى مَزَجْتَ وَ قُلِّمَتْ لِلصَّدَارَةِ جو کہ مزجت پر آنے والا ہے اترنے والا ہے داخل ہونے والا ہے۔

چونکہ استفہام صدارت کلام کا تقاضا کرتا ہے اس لئے شروع کلام میں لے آئے ہیں۔

اس کے بعد آپ دار العلوم غوثیہ بھیرہ شریف کے فاضل ضیاء/ضیاع الامت کے معتمد تلمیذ مولانا حافظ محمد افضل منیر صاحب کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

لکھتے ہیں یہاں پر ہمزۃ الاستفہام مضمون کو پختہ کرنے کے لئے ہے اس کو صدارت کی وجہ سے مقدم کیا گیا ہے۔

اس ترجمہ کا پہلا جملہ ہے ہمزۃ الاستفہام مضمون کو پختہ کرنے کے لئے ہے۔

علم معانی کا ذوق رکھنے والے حضرات اس فرق کو بخوبی جانتے ہیں کہ مضمون کلام کو پختہ کرنا حرف تحقیق وتاکید اِنَّ وغیرہ کا مفاد ہے جب کہ استفہام تقریری کا یہ مفاد نہیں ہے

بلکہ اس کا مفاد ہے مضمون کلام کو برقرار رکھنا ثابت رکھنا۔

اس ترجمہ کا دوسرا جملہ ہے۔ اس کو صدارت کلام کی وجہ سے مقدم کیا گیا ہے۔

پڑھنے والا یہ جاننا ضروری سمجھتا ہے کہ یہ ہمزہ اصل میں کہاں واقع تھا جس سے مقدم کیا گیا ہے۔ یہ چیز حضرت ملا علی قاری علیہ رحمہ الباری کی عبارت سے تو واضح ہے۔

آپ فرما رہے ہیں۔

مُنْصَبَّةٌ عَلٰی مَرْجَعَتْ وَ قُلِبَتْ لِلصَّدَارَۃِ

جس کا مفہوم یہ ہے کہ ہمزہ کا اصل مدخول تو مرجعت ہے جس پر یہ داخل ہونے والا ہے۔ چوں کہ استفہام کے لئے ضروری ہے کہ کلام کے شروع میں آئے اس لئے اسے مقدم کر دیا گیا ہے۔

ناچیز ہر اہل انصاف علمی ذوق رکھنے والے کی خدمت میں دست بستہ عرض کرتا ہے کہ آپ فاضل بھیرہ شریف کا ترجمہ بغور ملاحظہ فرمائیں کہ کیا اس ترجمہ سے یہ مفہوم اخذ ہو رہا ہے یا ہو سکتا ہے یا نہیں؟

فاضل بھیرہ شریف کے ترجمہ میں ایسی بوالعجبیاں بکثرت سے پائی جاتی ہیں یہ ایک جھلک تھی جو حضرت ضیاء/ضیاع الامت کے وضع کردہ نصاب میں تشنگی کو عیاں کر رہی ہے۔

فقیر یہ مضمون دراصل ایک اور افسوس ناک صورت حال کو پیش کرنے کے لئے لکھ رہا ہے تا کہ اصلاح احوال کی کوئی تدبیر کی جاسکے۔

آمدم برسر مطلب

فقیر ایک حدیث شریف ۱۹۹۲ء سے شائع کر کے حدیث والے کہلانے والے حدیث کے دشمنوں کی سرکوبی کر رہا ہے۔ الحمد للہ علی ذلک اس حدیث شریف کو فقیر کے والد ماجد علیہ الرحمۃ ایٹم بم حدیث کا نام دیتے تھے۔

وہ حدیث مع ترجمہ یہ ہے۔

حدیث شریف: عن حذیفة بن الیمان رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه و علی اله وسلم ان مما اتخوف علیکم رجل قرأ القرآن حتی اذا رؤیت بهجته علیه و کان رداءه الاسلام اعتراه الی ماشاء الله انسلخ منه ونبذه وراء ظهره و سعی علی جاره بالسیف ورماه بالشرك قال قلت یا

نبی الله ایهما اولی بالشرك؟ المرمی او الرامی؟ قال بل الرامی هذا اسناد جید والصلت بن بهرام كان من ثقات الكوفیین ولم یرم بشیء سوی الارجاء و قد وثقه الامام احمد بن حنبل و یحیی بن معین و غیرهما .

(تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۶۵ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: صاحب سرّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تم پر اس شخص کا ڈر ہے جو قرآن پڑھے گا جب اس پر قرآن کی رونق آجائے گی اور اسلام کی چادر اس نے اوڑھ لی ہو گی تو اسے اللہ جدھر چاہے گا بہکا دے گا وہ اسلام کی چادر سے نکل جائے گا اور اسے پس پشت ڈال دے گا اور اپنے پڑوسی پر تلوار چلانا شروع کر دے گا اور اسے شرک سے متہم و منسوب کر دے گا (یعنی شرک کا فتویٰ لگائے گا)۔

(حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے پوچھا! اے اللہ کے نبی! شرک کا (دراصل) حقدار کون ہے؟ شرک کی تہمت لگایا ہوا یا شرک کی تہمت لگانے والا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلکہ شرک کی تہمت لگانے والا شرک کا (دراصل) حق دار ہے۔

یہ سند جید ہے اور صلت بن بہرام ثقہ کوفی لوگوں میں سے ہے اور ارجاء کے سوا اس پر کسی قسم کی تہمت نہیں۔ امام احمد بن حنبل و یحیٰی بن معین اور دیگر حضرات نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ ایہما اولی میں اولیٰ مشتق ہے۔

فقیر گزشتہ دنوں اپنے عم مکرم مولانا حکیم محمد احمد رضوی مدظلہ چوچکی ضلع قصور کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ تمہاری شائع کردہ ایٹم بم حدیث شریف کا حوالہ دینے کے لئے میں تفسیر ابن کثیر لایا ہوں۔ اس پر حوالہ درج کر دیں فقیر نے تفسیر

ابن کثیر کو دیکھا جو کہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور کی مطبوعہ ہے جس میں ترجمہ متن حضرت ضیاء الامت کا ہے اور تفسیر کے مترجمین کے اسماء یوں درج ہیں۔

علامہ محمد کرم الازھری

علامہ محمد سعید الازھری

علامہ محمد الطاف حسن الازھری

کتاب کے ٹائٹل پر یوں درج ہے۔

زیر اہتمام ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف حضرت ضیاء/ ضیاع الامت کی ان تینوں کرتوں یعنی تین علاموں کا ترجمہ یوں ہے۔

مجھے تمہارے بارے میں اس آدمی کا سا اندیشہ ہے جو قرآن کا علم رکھتا تھا۔ یہاں تک کہ قرآن کی رونق اور شگفتگی اس کے چہرہ پر عیاں تھی۔ اس کی چادر اسلام تھی جس کو اس نے اوڑھے رکھا پھر وہ کترا کر اس سے نکل گیا اور اس نے اسے پس پشت ڈال دیا اپنے پڑوسی کو تلوار لے کر قتل کرنے کے درپے ہو گیا اور اس پر شرک کی تہمت لگانے لگا۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی ان دونوں میں کون شرک کا زیادہ مستحق ہے تہمت لگانے والا یا جس پر تہمت لگائی گئی؟ فرمایا "بلکہ تہمت لگانے والا"

قارئین اس ترجمہ کو بغور ملاحظہ فرمائیں کہ اس میں ہے

اس آدمی کا سا اندیشہ ہے یہ "کا" "سا" کس کا ترجمہ ہے۔

آگے لکھا ہے

جو قرآن کا علم رکھتا تھا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل کون آدمی ہو گزرا ہے جس کو قرآن کا علم تھا اور وہ کون سا قرآن تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے نازل ہو چکا تھا۔

آگے لکھا ہے۔

رونق اور شگفتگی اس کے چہرہ پر عیاں تھی۔ حدیث شریف میں اذا رؤیت کے الفاظ

ہیں۔

آج تک تو اَذ ازمانہ مستقبل کا فائدہ دیتا رہا ہے یہ کتنی مدت سے ماضی کا معنی دینے لگا ہے۔ شاید جامعہ غوثیہ بھیرہ کے قیام سے اس میں انقلاب کا جوش پیدا ہوا ہو۔

الغرض قارئین اس ترجمہ کو بغور دیکھیں اور اصل ترجمہ جو کہ پہلے درج ہوا۔ اسے بھی ملاحظہ فرمائیں پتہ چل جائے گا کہ دارالعلوم بھیرہ شریف کے فضلاء حدیث فہمی کی کس قدر لیاقت رکھتے ہیں۔ دارالعلوم کی انتظامیہ کو چاہیے کہ اس صورت احوال کا ادراک کرتے ہوئے اپنے نصاب میں ایسی چیزیں بھی شامل فرمائیں جن سے حضرت ضیاء/ ضیاع الامت کے افسوس کا تدارک کیا جا سکے۔

ورنہ پیر صاحب کے وضع کردہ نصاب تعلیم سے اتفاق نہ کرنے والوں کا یہ کہنا بجا ثابت ہو رہا ہے کہ پیر صاحب کے تلامذہ اردو نویسی سکول کی تعلیم اور کلرکی کی صلاحیت سے ضرور مالا مال ہوتے ہیں لیکن علمی پختگی والا گوشہ خالی میں ہی نظر آتا ہے۔ اس بناء پر انہیں ضیاء الامت کی بجائے

ضیاع الامت کہنا ہی

موزوں ہوگا

پیر محمد کرم شاہ بھیروی کی صلح کلیت کا انجام

از سید بادشاہ تبسم بخاری۔ اٹک

جناب پیر محمد کرم شاہ صاحب بھیروی الازہری کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ سنی بریلوی حلقوں میں آپ کی تحریریں انتہائی ذوق وشوق سے مطالعہ کی جاتی ہیں۔ "تفسیر ضیاء القرآن" اور "ضیاء النبی" کی اشاعت سے عوام الناس میں آپ کی قدرو منزلت میں مزید اضافہ ہوا۔ قبول عام کی وجہ یہ بھی ہے کہ مجموعی طور پر پیر صاحب کے عقائدو نظریات سواد اعظم یعنی اہل سنت وجماعت (بریلویوں) کے موافق ہیں دوسرے وہ نہ صرف اعلیٰ ادبی اسلوب اور اصناف سخن سے ہی آشنا ہیں بلکہ الفاظ کی مرصع کاری کے اسرار و رموز سے بھی خوب آگاہ ہیں۔ مزید برآں الازہر یونیورسٹی سے سند فراغت' شریعت کورٹ کا چیف جسٹس رہنا' اعلیٰ اخلاق' خوش گفتاری اور اپنے ہی ادارے "ضیاء القرآن پبلی کیشنز" سے آپ کی تصنیفات وتالیفات کا نئی آب وتاب سے شائع ہونا بھی آپ کی مقبولیت میں اضافے کا باعث بنا۔

آپ کی جملہ علمی کاوشیں لائق صد تحسین سہی' مگر آج میں انتہائی دلسوزی اور بڑے دکھ کے ساتھ پیر صاحب کی شخصیت کے ایک ایسے متوحش گوشے کو بے نقاب کرنے کی جسارت کررہا ہوں اور ایک ایسی تلخ حقیقت سے پردہ اٹھارہا ہوں کہ جس نے پیر صاحب کی علمی جلالت ووجاہت کو راسخ العقیدہ سنی اہل علم وفضل کے ہاں مجروح کررکھا ہے۔

اس تلخ حقیقت کی اشاعت اس لئے بھی ضروری ہوگئی تھی کہ آئندہ آنے والے وقت میں کوئی دیوبندی مصنف پیر صاحب پر "بریلوی" کا لیبل لگا کر ان کی کسی عبارت کو اپنے موقف کی تائید میں پیش نہ کرسکے۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ہمارے سنی مفتیان کرام اور خطیب وواعظ اس گوشے کی وحشت اور تلخی سے آگاہ ہونے کے باوجود ان سے بے تحاشا قلبی' وابستگی کا

اظہار کیوں کرتے ہیں۔ یہ امر واقعہ ہے کہ ایک سنی بریلوی ہونے کی حیثیت سے پیر صاحب کی شخصیت شدید متنازعہ ہے۔ عام لوگ تو شاید اپنی سادہ لوحی اور کم علمی کی بناء پر اس تہہ در تہہ پوشیدہ گوشے سے بے خبر ہیں مگر المیہ یہ ہے کہ جید وثقہ علماء وفضلاء کی ایک بڑی تعداد بھی جان بوجھ کر تسامح سے کام لے رہی ہے اور ایک شدید اختلاف کے ہوتے ہوئے آج تک کسی صاحب علم وفضل نے اپنی کسی تحریر میں دبے لفظوں میں بھی اس کا اشارہ تک نہیں فرمایا۔

بات ذرا کھل کر کہتا ہوں۔ دیوبندیوں سے ہمارا بنیادی اختلاف ان کی کچھ کتابوں کی چند صریح کفریہ عبارات پر ہے۔ جن میں بانی دارالعلوم دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی کی تصنیف "تحذیر الناس" سرفہرست ہے۔

ان عبارات پر چالیس کے قریب علماء حرمین شریفین کا فتویٰ کفر عائد ہے جس کی تائید برصغیر کے تمام علماء اہل سنت نے "الصوارم الہندیہ" میں فرمائی۔ لیکن اس کے برعکس پیر صاحب تحذیر الناس کے اس قدر مؤید اور حامی ہیں اور اس کی تعریف میں اتنے رطب اللسان ہیں کہ ان کی عبارات پڑھ کر ہماری آنکھوں سے لہو کے قطرے ٹپکنے لگتے ہیں۔

ایک تحذیر الناس پر کیا موقوف' خدا جھوٹ نہ بلوائے پیر صاحب تو ان کتابوں کی بھی حمایت کرتے ہوں گے اور انہیں ان کتابوں میں بھی کوئی کفریہ خرابی اور سقم نظر نہ آتا ہوگا کہ جن کی کچھ عبارات پر تحذیر الناس کے ساتھ ہی ان پر بھی مفتیان عظام مکہ مکرمہ ومدینہ کا فتویٰ کفر موجود ہے۔

ان مفتیوں میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ اور اردو جاننے والے حضرت مولانا عبدالحق مہاجر الہ آبادی بھی شامل ہیں جن کو "تذکرۃ الرشید" میں مولوی رشید احمد گنگوہی کے سوانح نگار مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی نے وسیع النظر محدث تسلیم کیا ہے۔ فتوے کی زد میں آنے والے "حفظ الایمان" کے مصنف مولوی اشرف علی تھانوی' "براہین قاطعہ" کے مصنف مولوی خلیل احمد انبیٹھوی سہارنپوری اور فتویٰ در وقوع کذب باری

تعالیٰ کے لکھنے والے مولوی رشید احمد گنگوہی ہیں۔ استفتاء کے اندر مرزا غلام احمد قادیانی کا نام اور اس کی کفریہ عبارات بھی درج ہیں اور الحمدللہ کہ 1974ء میں مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والوں کو کافر قرار دے کر حکومت پاکستان امام احمد رضا بریلوی اور علمائے حرمین شریفین کا یہ فتویٰ تسلیم کر چکی ہے۔ پیر صاحب کی "تفسیر ضیاء القرآن" مولوی اشرف علی تھانوی اور ان کے ماننے والے علماء عبدالماجد دریا آبادی اور مودودی صاحب وغیرہ کے ناموں سے چمک دمک رہی ہے۔ پیر صاحب علمائے دیوبند کی عبارات اگر کسی اختلافی مسئلے میں اپنے سنی نقطہ نظر کی تائید میں لاتے تو ہمیں بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا مگر انہوں نے تو عام مسائل و معاملات پیش کرتے ہوئے اپنی بات میں وزن پیدا کرنے کے لئے علماء دیوبند کی عبارات بطور سند تحریر کی ہیں۔

(امام احمد رضا کا یہ استفتاء اور مفتیوں کی عبارات کتاب "حسام الحرمین" میں دیکھیے)

دوٹوک الفاظ میں بات یہ ہے کہ جملہ علمائے حرمین شریفین کے علاوہ امام احمد رضا بریلوی، مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی، خواجہ پیر قمرالدین سیالوی اور برصغیر کے دیگر جید علمائے اہل سنت کا دیوبندی کتب پر کفر کا فتویٰ بھیرہ کے پیر کرم شاہ صاحب کو تسلیم نہیں۔

اب پیر صاحب کی دیکھا دیکھی، ہمارے ملک کے اندر ایک پورا طبقہ "علماء" کا وجود میں آ چکا ہے۔ یہ طبقہ دیگر تمام اعمال و عقائد میں پکا بریلوی ہے اور سنی بریلوی اجتماعات میں شرکت کرتا ہے اس طبقے کو بھی امام احمد رضا بریلوی کا یہ فتویٰ کفر قبول نہیں۔ میری اس طبقے کے علماء سے گزارش ہے کہ وہ علمائے دیوبند کی کفریہ عبارات کو اسلامی ثابت کر دکھائیں اگر ایسا ممکن نہیں ہے تو پھر محض اس مسئلہ کو کفر یزید اور آئمہ مجتہدین کے اختلافی مسائل کی مانند قرار کر تاویلات باطلہ سے باز آ جائیں بصورت دیگر قادیانیوں کا کفر بھی ایسی باطل تاویلات کی وجہ سے کمزور پڑ جائے گا۔

یہ صلح کل طبقہ ان کفریہ عبارات اور بحث مباحثہ کو محض فضول جھگڑا اور وقت کا ضیاع

قرار دیتا ہے۔ بالفاظ دیگر جن کتب میں ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان اقدس میں صریح اور غیر مبہم گستاخیاں پائی جاتی ہیں۔ ان کے خلاف آواز اٹھانا وقت کا شدید ضیاع اور "فرقہ واریت" کو ہوا دینا ہے مگر فقط رشوت و چور بازاری سے روکنے کا درس ان کے نزدیک اسلام کا عین منشاء ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اعمال صالح کی قبولیت کا دارومدار عقائد صحیحہ پر نہیں، ملکی حالات و معاملات کے سنوارنے پر ہے۔ یاللعجب۔ کیسا دردناک سانحہ ہے کہ چند مولویوں کے علم و قلم کی لاج رکھنے کے لئے ناموس مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ جیسے اہم فریضے کو قوم و ملت کے تعمیری پروگرام میں رکاوٹ سمجھ لیا گیا۔ مجھے کہنے دیجئے کہ اس طبقے کو عقیدے کے استحکام کی بجائے معاشرے کا استحکام زیادہ عزیز ہے۔

جناب پیر کرم شاہ صاحب نے بھی اس اختلاف کو شغل تکفیر بازی اور فرقہ واریت کہہ کر اس سے بچنے کی تلقین کی ہے۔ (دیکھئے مقدمہ تفسیر ضیاء القرآن) لیکن ہماری سادہ لوح عوام کو اپنی اندھی عقیدت کے باعث ایسی عبارات نظر نہیں آتیں بلکہ اچھے خاصے عالم بھی اس عقیدت میں غوطہ کھائے بیٹھے ہیں۔ کئی بار میں نے سوچا کہ "سپاہ صحابہ" والے دیوبندی مولوی حق نواز جھنگوی کی ایک تقریر سن کر سمجھ گئے کہ شیعوں سے اختلاف کیا ہے۔ مگر یہ ہمارے سنی عوام و خواص ہیں کہ ہزاروں تقریروں اور رسائل و کتب کی اشاعت کے بعد بھی دیوبندی بریلوی کا بنیادی اختلاف نہ سمجھ سکے۔ انہیں عشق مصطفیٰ ﷺ کا دعویٰ بھی ہے اور گستاخوں کے پیچھے ہاتھ باندھے کھڑے بھی نظر آتے ہیں۔ افسوس! کہ انہیں کپڑوں کے پاکیزہ ہونے کی شرط معلوم، وضو کی شرط یاد، قبلے کی طرف رخ کرنے کی خبر اور سب کچھ معلوم ہے مگر یہ معلوم نہ ہو سکا کہ باجماعت نماز کی ادائیگی کے لئے صحیح العقیدہ امام کی شرط بھی ضروری ہے بصورت دیگر نہ نماز ہوگی نہ جماعت اور نہ جماعت کا ثواب۔ البتہ انفرادی نماز کا ثواب بھی جائے گا اللہ تعالیٰ انہیں ہوش عطا فرمائے۔

یہ چند سطور سنی عوام کے لئے نوک قلم پر آ گئیں، بات ہو رہی تھی پیر صاحب کی تو پیر

صاحب ایک جانب امام احمد رضا بریلویؒ کے معتقد و معترف ہیں اور دوسری جانب مولوی محمد قاسم نانوتوی دیوبندی پر بھی والہانہ عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہیں۔ ان کے اس دوہرے معیار (یعنی صلح کلیت) نے انہیں آج اس مقام پر لا کھڑا کیا ہے کہ وہ ایک نام نہاد دیوبندی عالم ڈاکٹر خالد محمود سیالکوٹی (مولف "مطالعہ بریلویت" و "آثار الحدیث" وغیرہ) کے سامنے یوں ساکت و صامت ہو کر رہ گئے ہیں کہ اب ان کی حالت قابل دید ہی نہیں قابل رحم بھی ہے۔

یقین نہ آئے تو مکتبہ حنفیہ گوجرانوالہ سے چھپنے والی تحذیر الناس طبع دوم کا مقدمہ پڑھیئے جس میں ڈاکٹر صاحب نے پیر صاحب کو لاجواب کر کے رکھ دیا ہے۔ حالانکہ خود ڈاکٹر صاحب کی شخصیت کا وزن کرنا ہو تو ڈاکٹر صاحب کی عبارات کے رد میں بندہ کے وہ مضامین مطالعہ فرمائے جائیں جو ماہنامہ القول السدید مصری شاہ لاہور میں پانچ قسطوں میں شائع ہو چکے ہیں [1]۔ صد افسوس کہ پیر صاحب اس نام نہاد علامہ سے اپنی صلح کلیت اور تحذیر الناس کی حمایت کی "برکت" کے باعث بری طرح مات کھا گئے۔ پیر صاحب! اب آپ میدان میں اتر چکے ہیں۔ پہلے تو آپ نے مولوی کامل دین کو تحذیر الناس کی خوبیوں سے آگاہ کیا۔ آپ کا خط شائع ہوا تو آپ نے رسالہ "تحذیر الناس میری نظر میں" لکھ کر دوبارہ تحذیر الناس کی حمایت کی۔ جو دو چار جملے صلح کلیت کے نبھانے کے لئے دیوبندیوں کے بظاہر خلاف لکھے ڈاکٹر خالد محمود نے آپ کو پھر گرفت میں لے لیا اور ایسا گرفت میں لیا کہ جواب کی کوئی صورت ممکن ہی نہیں البتہ آپ کے پاس ضعیف العمری' گوناگوں علمی مصروفیات' شب و روز کے دینی مشاغل اور اوراد و وظائف کی مشغولیت اور اسے ایک فروعی اختلاف کا نام دے کر سکوت اختیار کرنے اور جان چھڑانے کے مضبوط بہانے موجود ہیں۔ ظاہر ہے آپ تحذیر الناس کی حمایت سے ہاتھ اٹھانے سے تو رہے اور جواب آپ کے پاس ہے نہیں سو چپ ہی بھلی۔ البتہ ڈاکٹر صاحب

---

[1] اور اب کتابی صورت میں

چپ نہیں ہوں گے وہ ہمیشہ للکارتے رہیں گے اور سنی بریلویوں کو پکڑ پکڑ کر کہتے رہیں گے کہ آپ کے الازہری پیر صاحب کے پاس میرے سوالوں کا کوئی جواب ہے تو انہیں کہیں کہ عنایت فرمائیں۔ اور آپ تک بھلا کس کی پہنچ؟ اور کوئی پہنچ ہی جائے تو جواب کی توقع کہاں؟ میں اس وقت مضمون لکھتے ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا کر رہا ہوں کہ اے خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ ﷺ کے رب! تو پیر صاحب کو ایسی روشنی عطا فرما کہ اس روسیاہ خطا کار کے اس مضمون کو پڑھنے کے بعد وہ تحذیر الناس کی حمایت سے مکمل طور پر ہاتھ اٹھا کر علماء اہلسنت کے ہمنوا بن کر اس کی تشہیر بھی کر دیں۔ آمین۔ علمائے اہل سنت سے اپیل ہے کہ وہ بھی دعا کے لئے ہاتھ اٹھائیں اور پیر صاحب کے حق میں دعا فرمائیں۔ کیونکہ ادھر سے پیاؔ وار رسائی دے رہی ہے۔

ع چراغ سحر ہوں، بجھا چاہتا ہوں

ایک غلط فہمی کا ازالہ

پیر صاحب نے اگست 1986ء میں اکسٹھ صفحات پر مشتمل جو رسالہ "تحذیر الناس میری نظر میں" شائع کیا ہے اس سے متعلق ان کے معتقدین کے ذہنوں میں خدا جانے یہ غلط فہمی کس لئے پیدا ہو گئی کہ پیر صاحب نے تحذیر الناس کی حمایت سے ہاتھ اٹھا لیا ہے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں۔ پیر صاحب نے اس رسالہ میں بھی تحذیر الناس کی مکمل حمایت فرمائی ہے بلکہ تحذیر الناس کے ایک نئے پیرے کے استدلال کے ساتھ حمایت فرمائی ہے اگرچہ یہ استدلال پرکاہ کے برابر نہیں اور باطل ہے۔ یاد رہے کہ تحذیر الناس کی عبارات پر جو کفر کا فتویٰ عائد ہے وہ محض اس بنا پر ہے کہ اس میں قرآن عزیز کے لفظ خاتم کے معنی بدل کر ختم نبوت زمانی کا انکار کیا گیا ہے جبکہ پیر صاحب اپنے نئے رسالہ میں رقمطراز ہیں:۔

"مندرجہ ذیل اقتباسات پڑھنے کے بعد یہ کہنا درست نہیں سمجھتا کہ مولانا نانوتوی عقیدہ ختم نبوت کے منکر تھے"۔ (تحذیر الناس میری نظر میں، صفحہ :58)

جن اقتباسات کا ذکر پیر صاحب نے کیا ان کا رد دلائل کے ساتھ آخر میں کیا جا رہا ہے۔ بغور ملاحظہ فرمائیں۔

تحذیر الناس کا مختصر تعارف

پیر صاحب اور دیوبندی ملاں کے درمیان قلمی مجادلے کی اصل کہانی بیان کرنے سے پہلے تحذیر الناس کا مختصر سا تعارف کرانا ضروری خیال کرتا ہوں۔ اس کتاب کی اصلیت جانے بغیر آپ بے میل حقائق تک نہیں پہنچ سکتے۔ منطق کی اصطلاحوں کے بل بوتے پر لکھی جانے والی یہ کتاب مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹے دعویٰ نبوت سے تقریباً اٹھائیس سال قبل یعنی 1872ء میں منصۂ شہود پر آئی۔ یہ کتاب قادیانیوں کی جان ہے۔ اس کتاب کی ساری تحقیق کا نچوڑ یہ ہے کہ قرآن عزیز کے الفاظ خاتم النبیین سے یہ مراد لینا کہ حضور ﷺ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد ہے اس لحاظ سے آپ آخری نبی ہیں یہ خیال عوام کالانعام کا ہے اہل فہم کا نہیں اور یہ معنی اپنے اندر کوئی فضیلت نہیں رکھتا۔ نانوتوی صاحب کے نزدیک خاتم النبیین کا معنی یہ ہے کہ "آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں" اور خاتمیت کی بنیاد اسی بات پر ہے۔ یعنی آپ کی نبوت ذاتی ہے اور یہ ایسا وصف ہے جو کسی دوسرے نبی کو حاصل نہیں۔ بس اسی بناء پر آپ کو خاتم قرار دیا گیا۔ نانوتوی صاحب کا عقیدہ ہے کہ آپ مراتب نبوت کے خاتم ہیں زمانہ نبوت کے نہیں۔ کیونکہ "تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں" یعنی زمانہ اول ہو یا زمانہ آخر دونوں اپنے اندر کوئی فضیلت نہیں رکھتے [1] لہذا اگر حضور ﷺ زمانہ اولی میں تشریف لاتے تو بھی خاتم النبیین ہوتے اور "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔"

(قوسین کے اندر دی جانے والی عبارات تحذیر الناس سے بلفظہ نقل کی گئی ہیں۔)

---

[1] بالذات کا لفظ محض نمائش کے طور پر ہے۔ تحذیر الناس کی صفائی میں پیش کیے جانے والے تمام استدلالات کا رد مقالات کاظمی حصہ سوم میں ملاحظہ فرمائیں۔

تحذیر الناس پر کفر کے فتوے

مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس لکھی تو چاروں طرف سے کفر کے فتووں کی بھرمار شروع ہو گئی۔ خیال رہے کہ یہ فتوے امام احمد رضا بریلوی کے فتوے سے بہت پہلے دیے گئے۔ کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ یہاں بھی (دیوبندیوں کے بقول) امام احمد رضا بریلوی کا ہاتھ ہوگا۔ گھر کی یہ جمل شہادتیں ملاحظہ فرمائیں کہ یہاں یہ بات دلائل اور ثبوت کے انبار سے ہوتی ہے۔

دیوبندیوں کے سرخیل اور حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب "ارواح ثلاثہ" میں لکھتے ہیں کہ تحذیر الناس کی اشاعت کے بعد نانوتوی صاحب اپنے سفر خفیہ رکھنے لگے۔ کسی دوسرے شہر جاتے تو غیر معروف سرائے میں ٹھہرتے۔ نام بدل کر لکھاتے اور کمرہ چھت پر لیتے۔ آگے لکھتے ہیں:

"یہ وہ زمانہ تھا کہ تحذیر الناس کے خلاف اہل بدعات (بزعم تھانوی) میں ایک شور برپا تھا مولانا کی تکفیریں تک ہو رہی تھیں۔ حضرت (نانوتوی) کی غرض اس اخفاء (چھپنے چھپانے) سے یہی تھی کہ میرے اطلاع پہنچنے سے اس (تحذیر الناس کے) بارے میں جھگڑے اور بحثیں نہ کھڑی ہو جائیں" (ارواح ثلاثہ، صفحہ: 279)

دیوبندیوں کے یہی سرخیل تھانوی صاحب اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں:

"جس وقت مولانا قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند نے تحذیر الناس لکھی کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا کے ساتھ موافقت نہیں کی بجز مولانا عبدالحئی کے"

(الافاضات الیومیہ، جلد: 4، ص: 680)

علاوہ ازیں علمائے دیوبند کے گرویدہ پروفیسر محمد ایوب قادری (جس کو علمائے دیوبند نامور محقق مانتے ہیں) نے اپنی کتاب بعنوان "مولانا محمد احسن نانوتوی" (جس پر مفتی

محمد شفیع دیوبندی کراچی کی تصدیق بھی موجود ہے) میں درجن بھر ان کتابوں کے نام نمایاں طور پر تحریر کئے ہیں جو نانوتوی صاحب کی زندگی میں ہی ان کی کتاب تحذیر الناس کے رد میں منظر عام پر آئیں۔ بہر حال نانوتوی صاحب پر کفر کے فتووں کی بوچھاڑ ہوئی' مناظرے ہوئے رجوع کے لیے کہا گیا' مگر نانوتوی صاحب اپنی بات پر ڈٹ گئے اور بغیر توبہ تائب اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

قارئین! ذرا سینے پر ہاتھ رکھ کر سوچیے کہ مولوی اشرف تھانوی کے بیان کے مطابق جب ہندوستان کے سارے علماء کفر کے فتوے عائد کر رہے تھے اور کوئی بھی تحذیر الناس کے حق میں نہیں تھا تو یقیناً عبارات کے اندر کفر موجود تھا لیکن افسوس کہ مصنف کو توبہ کی توفیق نہ ہو گی۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ پیر کرم شاہ صاحب اس تحذیر الناس کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں۔

پیر صاحب ایک دیوبندی مولوی کے خط کے جواب میں لکھتے ہیں:

"جہاں تک فکر انسانی کا تعلق ہے حضرت مولانا (محمد قاسم نانوتوی) قدس سرہ کی یہ نادر تحقیق کئی شپرہ چشموں کے لئے سرمہ بصیرت کا کام دے سکتی ہے"۔

(عکس خط پیر صاحب مقدمہ تحذیر الناس صفحہ نمبر 32 مکتبہ حنفیہ گوجرانوالہ)

اگر شپرہ چشم یعنی دیوبندی' تحذیر الناس کی ان دیگر عبارتوں کو جو بقول پیر صاحب اہل سنت کے موافق ہیں' سرمہ بصیرت بنا بھی لیں تو جو کتاب کے اندر خاتم کا معنی بدل کر ختم نبوت زمانی کا انکار کیا گیا ہے' اس کفریہ تحقیق سے نجات کی صورت کیا ہو گی؟ گو پیر صاحب کو تحذیر الناس میں کوئی عبارت کفریہ نظر نہیں آتی لیکن یا تو پیر صاحب علمائے اہلسنت کے دلائل کا رد کر دکھائیں اور عبارات تحذیر الناس کو بے غبار اور عین اسلامی ثابت کر دکھائیں اور یا پھر حمایت سے توبہ کر کے اہل سنت کے موافق ہو جائیں۔

پیر صاحب کو دیوبندی خط لکھ کر تحذیر الناس سے متعلق پوچھے تو پیر صاحب فوراً جواب دیں، دیوبندی ملاں تحذیر الناس کے مقدمہ میں پیر صاحب کا خط شائع کرے تو پیر صاحب فوراً قلم اٹھا کر اکسٹھ صفحات کا رسالہ تصنیف کر ڈالیں۔

اب دیکھئے میرے سوالات کا جواب مرحمت فرماتے ہیں یا نہیں اور وہ بہانے جو دیوبندیوں کے جواب میں پیر صاحب کے رستے میں حائل نہیں ہوتے ہیں اس خطاکار کے لئے آڑے آتے ہیں یا نہیں؟

آمدم برسر مطلب

پیر صاحب کے جس خط کا حوالہ اوپر دیا گیا ہے۔ یہ خط انہوں نے 22 جون 1964ء کو بھیرہ کے ایک قریبی موضع رتو کالا کے دیوبندی مولوی کامل دین کو تحریر کیا تھا۔ مولوی کامل دین نے اس خط کی عبارت اپنی کتاب "ڈھول کی آواز" میں شائع کر دی۔ بیس برس بعد 1984ء میں تحذیر الناس کے نئے ایڈیشن میں اس خط کا عکس دے دیا گیا۔ یہ ایڈیشن مکتبہ حنفیہ گوجرانوالہ نے چند دیوبندی ہتھیاروں سے لیس کر کے مارکیٹ میں بھیجا۔ اس ایڈیشن میں ڈاکٹر خالد محمود سیالکوٹی نے اس کا مقدمہ لکھا۔ ڈاکٹر صاحب نے پیر صاحب کا خط اس لئے شائع کیا تا کہ وہ کہہ سکیں کہ امام احمد رضا بریلوی کے ایک عقیدت مند اور نامور عالم کو بھی تحذیر الناس کا کفر تسلیم نہیں۔ اور سچی بات یہ ہے کہ پیر صاحب کے مقابلے میں ڈاکٹر صاحب نے یہ معرکہ واقعی مار لیا ہے۔ البتہ ڈاکٹر صاحب علامہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ کی کتاب "التبشیر برد التحذیر" کی جانب منہ نہیں کرتے کہ وہاں منہ کالا ہو جانے کا سو فیصد خطرہ محسوس کرتے ہیں۔ مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خان بریلوی' حضرت مولانا محمد اجمل سنبھلی اور حضرت مولانا غلام علی اوکاڑوی کی کتب الموت الاحمر' شہاب ثاقب' اور لطمہ غیبی کی ایک سطر کا جواب نہیں دیتے کہ انہیں اپنے گھر کے "دلائل و شواہد" کا دیوالیہ پن صاف دکھائی دیتا ہے۔ بس لے دے کر پیر صاحب رہ گئے ہیں جن کی صلح کلیت کے سہارے وہ اپنا نام پیدا کر رہے ہیں۔ جس تحذیر الناس پر پیر محمد کرم شاہ صاحب بھیروی کے استاد محترم حضرت مولانا

نعیم الدین مراد آبادی اور پیر صاحب کے مرشد خواجہ پیر محمد قمر الدین سیالوی علیہما الرحمۃ کفر کا فتویٰ دے رہے ہیں' خود پیر صاحب اس کتاب کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں:

"حضرت قاسم العلوم کی تصنیف لطیف مسمّی بہ تحذیر الناس کو متعدد بار غور و تامل سے پڑھا اور ہر بار نیا لطف و سرور حاصل ہوا۔ علماء حق کے نزدیک حقیقت محمد یہ صاحبہا الف الف صلاۃ و سلام متشابہات سے ہے اور اس کی کما حقہ معرفت انسانی حیطہ امکان سے خارج ہے لیکن جہاں تک فکر انسانی کا تعلق ہے حضرت مولانا قدس سرہ کی یہ نادر تحقیق کئی خیرہ چشموں کے لئے سرمہ بصیرت کا کام دے سکتی ہے۔ فریفتگان حسن مصطفوی تو ان کے بے قرار دلوں اور بے تاب نگاہوں کی وارفتگیوں میں اضافہ کا ہزار سامان اس تحذیر الناس میں موجود ہے۔.................. ختم نبوت کا یہ ہمہ گیر مفہوم جو مبدا اور مآل ابتدا اور انتہاء کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے اگر امت مرزائیہ کی علمی سطح سے بلند ہو تو اس میں کسی کا کیا قصور"

(عکس خط پیر صاحب مقدمہ تحذیر الناس ص: 30-31)

پیر صاحب نے جب یہ نیا ایڈیشن ملاحظہ فرمایا اور دیوبندی ملاں کا مقدمہ مطالعہ فرمایا تو مقدمے میں درج ایک دو جملے ان کی طبیعت پر سخت ناگوار گزرے۔ چنانچہ پیر صاحب کا قلم حرکت میں آ گیا۔ اور ایک دم اکسٹھ صفحات کا رسالہ "تحذیر الناس میری نظر میں" وجود میں آ گیا۔ اب اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس وقت علمی مشاغل اور دینی مصروفیات کیونکر کم ہو کر رہ گئی تھیں۔ اور جسم ناتواں نے اتنی قوت کہاں سے حاصل کر لی تھی۔ ورنہ میرے جیسے گناہگار و خطا کار کے لئے پیر صاحب کے پاس ایک لمحے کی فرصت نہیں کہ وہ میرے کسی خط کا دو سطری جواب دے سکیں۔ پیر صاحب مقدمے کے دو جملوں سے متعلق فرماتے ہیں۔

"یہ فقیر اپنی گونا گوں مصروفیتوں اور ناتوانیوں کے باعث یہ مقالہ تحریر کرنے کے لئے وقت نہ نکال سکتا اگر تحذیر الناس کے اس جدید ایڈیشن کے مقدمہ کے دو جملے نہ پڑھتا۔ یہ مقدمہ علامہ ڈاکٹر اور ڈائریکٹر اسلامک اکیڈمی جناب خالد محمود صاحب نے تحریر کیا ہے۔ یہ دو

جملے انہوں نے اس فقیر کے اس خط کے تناظر میں لکھے ہیں جس خط کا ذکر میں نے ابتداء میں کیا ہے۔ دل تو گوارا نہیں کرتا کہ وہ دلخراش اور جذبات کو لہولہان کرنے والے جملے لکھ کر قارئین کرام کو ایک روحانی کرب میں مبتلا کروں لیکن کیونکہ ان جملوں کی ذمہ داری انہوں نے میرے خط پر ڈالی ہے اس لئے بامر مجبوری دل پر پتھر رکھ کر ان کو نقل کر رہا ہوں۔ علامہ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں۔ "اسے بار بار مطالعہ کریں اور مولانا احمد رضا خان کے علم و دیانت کی داد دیں۔ خان صاحب نے کس جہل و خیانت کا لباس پہن کر .... انکار ختم نبوت کا الزام لگایا ہے" (تحذیر الناس میری نظر میں، صفحہ: 56)

اب جبکہ اسی دیوبندی مولوی نے پیر صاحب کی صلح کل عبارات پر دوبارہ گرفت کی ہے اور تحذیر الناس کے جدید ایڈیشن کی طبع دوم میں پیر صاحب کو مکمل طور پر لاجواب کر کے رکھ دیا ہے بلکہ ان کے امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان بریلوی کو جاہل اور خائن بھی "ثابت" کر دکھایا ہے تو اب خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ پیر صاحب کے جذبات کا لہو بہہ نکلا ہے یا سرے ہی خشک ہو گیا ہے۔ پہلے تو ڈاکٹر صاحب کا محض الزام تھا اب تو پیر صاحب پر گرفت کرنے کے بعد پیر صاحب کے لئے جاہل اور خائن بھی بنا دیا ہے۔ یہ ہے صلح کلیت کی وہ برکت جس کے وسیلہ جلیلہ سے پیر صاحب کے امام پیر صاحب کے سامنے جاہل و خائن کی صورت میں پیش کر دیئے گئے ہیں اور اب پیر صاحب ہیں کہ "تنگ تنگ دیدم دم نہ کشیدم" والی کیفیت سے دوچار ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

تحذیر الناس کا یہ جدید ایڈیشن طبع دوم کے طور پر مارچ 1987ء میں شائع ہوا۔ اب 1997ء ہے۔ دس سال ہو چکے ہیں پیر صاحب کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔ حالانکہ ہم جیسے دیوانوں کو بہت انتظار رہا کہ کاش پھر پیر صاحب ایک نیا رسالہ تصنیف فرمائیں اور عنوان دیں۔ "تحذیر الناس ایک بار پھر میری نظر میں" اور اس میں وہ تحذیر الناس کی حمایت سے ہاتھ کھینچتے ہوئے علمائے اہلسنت کے ہمنوا بن جائیں۔ مگر آج تک ہر طرف سناٹا ہی سناٹا

ہے۔ تحذیر الناس کے اس دوسرے ایڈیشن میں ڈاکٹر صاحب نے پیر صاحب کے کتابچہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

"اس پہلو سے پیر صاحب لائق تحسین ہیں کہ انہوں نے اپنے ایک سابقہ خط میں یہ بات کھل کر کہی کہ مولانا محمد قاسم نانوتوی ختم نبوت زمانی کے منکر نہیں اور ان پر تحذیر الناس کے حوالے سے انکار ختم نبوت کا الزام درست نہیں۔ اب انہوں نے اپنے نئے رسالے (تحذیر الناس میری نظر میں) بھی نہایت کھل کر مولانا احمد رضا خان کی تردید کی ہے۔ مولانا احمد رضا خان نے تحذیر الناس کے تین مختلف مقامات صفحہ نمبر 41,65 سے تین عبارتیں لے کر انہیں جوڑ کر ایک عبارت بنایا تھا اور اس نئی وضعی عبارت سے حضرت مولانا محمد قاسم کو ختم نبوت زمانی کا منکر ٹھہرایا تھا[1] پیر کرم شاہ صاحب نے اب بھی اپنا فیصلہ مولانا احمد رضا خان کے خلاف دیا ہے۔ اور اس ہمت پر ہم انہیں داد دیے بغیر نہیں رہ سکتے"۔

(مقدمہ تحذیر الناس، طبع دوم، مارچ 87ء، صفحہ:10)

پیر صاحب نے جو فیصلہ دیا تھا اس کے الفاظ یہ ہیں:

"یہ کہنا درست نہیں سمجھتا کہ مولانا نانوتوی عقیدہ ختم نبوت کے منکر تھے کیونکہ یہ اقتباسات بطور عبارۃ النص اور اشارۃ النص اس امر پر بلاشبہ دلالت کرتے ہیں کہ مولانا نانوتوی ختم نبوت زمانی کو ضروریات دین سے یقین کرتے تھے اور اس کے دلائل کو قطعی اور متواتر سمجھتے تھے۔ انہوں نے اس بات کو صراحت سے ذکر کیا ہے کہ جو حضور ﷺ کی ختم نبوت زمانی کا انکار کرے وہ کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے" (تحذیر الناس میری نظر میں، صفحہ:58)

عبارت النص اور اشارۃ النص والے اقتباسات کا رد تو ان شاء اللہ العزیز مضمون کے آخر میں ملاحظہ فرمائیے گا۔ یہاں پر ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے جو پیر صاحب کی عبارت پر گرفت کی ہے اس کا تماشا دیکھئے۔

1 یہ امام احمد رضا خان بریلوی پر دیوبندیوں کا صریح افتراء ہے۔ عبارات کسی ترتیب سے ہوں یا الگ الگ وہ کفریہ ہیں۔

پہلی گرفت

ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں "معلوم رہے کہ پیر کرم شاہ صاحب یہاں مولانا محمد قاسم نانوتوی کے عقیدہ ختم نبوت کو بلاشبہ واضح کہہ رہے ہیں۔ یہ بلاشبہ کے الفاظ لائق توجہ ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب حضرت مولانا نانوتوی کی عبارات ان کے اس عقیدہ پر بلاشبہ دلالت کر رہی ہیں تو مولانا احمد رضا خان انہیں کیوں نہ سمجھ پائے؟ کیا یہ جہل نہیں اور اگر وہ سمجھتے تھے مگر جان بوجھ کر حضرت پر ختم نبوت کے انکار کی تہمت لگانا چاہتے تھے اور اپنی یہ خدمت انگریز کے کھاتے میں ڈالنا چاہتے تھے تو کیا یہ خیانت نہیں؟............ اگر اسے خیانت کے سوا کسی اور لفظ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے تو پیر صاحب ہی اس میں پیش قدمی فرمائیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ پیر کرم شاہ صاحب ہمارے اس جملے سے بہت پیچ و تاب کھا رہے ہیں مگر وہ یہ بات پھر بھی نہیں بتا سکتے کہ خان صاحب کی اس غلط فہمی کا منشا جہل یا خیانت کے سوا اور کیا تھا؟

بات کا بلاشبہ ہونا وہ پہلے تسلیم کر چکے ہیں۔ اب وہ خان صاحب کو کسی عبارت کی پیچیدگی کا فائدہ بھی نہیں دے سکتے۔ ہمارے جس جملے پر وہ لہولہان ہوئے ہیں وہ یہ ہے۔

"مولانا احمد رضا خان کے علم و دیانت کی داد دیں آپ نے کس جہل اور خیانت کا لباس پہن کر مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ پر انکار ختم نبوت کا الزام لگایا ہے۔" (مقدمہ تحذیر صفحہ 29)

اب پیر کرم شاہ صاحب کے ریمارکس ملاحظہ ہوں "دل تو گوارا نہیں کرتا کہ وہ دلخراش اور جذبات کو لہولہان کرنے والے جملے لکھ کر قارئین کرام کو ایک روحانی کرب میں مبتلا کروں ....الخ (تحذیر الناس میری نظر میں، ص:56")

(مقدمہ تحذیر الناس، طبع دوم، صفحہ:11 از ڈاکٹر خالد محمود)

پیر صاحب کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں البتہ امام احمد رضا بریلوی نے علمائے اہل سنت ہند کی ہم نوائی میں یہ فتویٰ کتنا صحیح اور درست دیا ہے اس کی تفصیل غزالیٔ دوراں

حضرت علامہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ کی محققانہ تصنیف لطیف "التبشیر برد التحذیر" میں ملاحظہ فرمائیں۔ اس مضمون کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ مقالات کاظمی جلد دوم اور اس کا دوسرا حصہ بعنوان "التبشیر پر اعتراضات کا علمی جائزہ" مقالات کاظمی حصہ سوم میں ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت غزالی دوراں نے بلاشبہ تحقیق کے دریا بہا دیے ہیں اور جملہ اعتراضات کا مسکت جواب دے کر تحذیر الناس کے حمایتیوں کا حقیقتاً ناطقہ بند کر کے رکھ دیا۔ ڈاکٹر خالد محمود اس کتاب مستطاب کے دلائل و براہین کے سامنے مبہوت ہیں۔

پیر صاحب کیلئے عرض ہے کہ سیال شریف آپ کا مرشد خانہ ہے اور حضرت خواجہ پیر محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ آپ کے مرشد تھے۔ ان کے خط کا عکس مدتوں سے کتاب "دعوت فکر" میں شائع ہو رہا ہے۔ اور الحمد للہ کہ یہ مبارک تحریر جس میں تحذیر الناس پر کفر کا فتویٰ دیا گیا ہے یہ اصل تحریر یعنی حضرت خواجہ صاحب کے دست اقدس سے تحریر کیا گیا اصل خط بھی اس خطاکار نے لاہور میں مولانا شمس الزمان صاحب قادری کے دولت خانہ میں بیٹھے ہوئے دیکھا ہے۔ بلکہ یہی جستجو وہاں لے کر گئی اور اس اصل خط سے مزید فوٹو سٹیٹ کاپیاں کروا کر بندہ نے اپنے پاس محفوظ کروالیں۔ اور پھر جامعہ نظامیہ لاہور کی ہر دلعزیز شخصیت اور نامور سنی عالم حضرت مولانا علامہ شرف قادری صاحب کے پاس بھی اپنی آنکھوں سے ایک سوال کے جواب میں حضرت پیر سیالوی علیہ الرحمۃ کا تحذیر الناس پر فتویٰ کفر دیکھا جو آج سے کئی سال قبل کمال عنایت و مہربانی سے میرے ذوق و شوق کو دیکھتے ہوئے علامہ شرف قادری صاحب نے بندہ کو دکھایا اور کاپی بھی کروا کر دی۔ اب وہ فتویٰ بھی "دعوت فکر" کے آخری صفحات میں شائع ہو چکا ہے۔ تو عرض ہے کہ حضرت خواجہ صاحب کی دیگر تحریروں کو سامنے رکھ کر ان عبارات کی لکھائی کو ملا لیا جائے اور دیکھ لیا جائے کہ دونوں عبارات پیر قمر الدین صاحب کی ہیں یا نہیں[1] اس کے بعد بھی اگر پیر صاحب تامل فرمائیں اور اپنی بات پہ اڑے رہیں تو پھر یہی کہہ

1 شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی تحذیر الناس پر کفر کے فتوے کی تائید میں فرماتے ہیں۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

سکتے ہیں کہ واللہ یهدی من یشآء الی صراط مستقیم

دوسری گرفت

ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے پیر صاحب پر دوسری گرفت یوں کی کہ:

"ہم یہ پوچھے بغیر نہیں رہ سکتے کہ جب تحذیر الناس کی عبارات بلاشبہ حضور ﷺ کی ختم نبوت کا پتا دے رہی ہیں اور مولانا احمد رضا خان نے ان پر دن دھاڑے ڈاکہ ڈالا تو اس وقت آپ کے جذبات کیوں لہولہان نہ ہوئے۔ ایک شخص پر جہل یا خیانت کا الزام ہو یہ بات اشد ہے یا کسی پر کفر کی تہمت ہو یہ الزام اشد ہے۔ مولانا احمد رضا خان نے ان عبارات سے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔ ہم نے مولانا احمد رضا خان کی اس کاوش پر فقط جہل اور خیانت کا الزام قائم کیا ہے۔ اب آپ ہی غور فرمائیں کہ اشد حرکت کس کی ہے اور اخف الزام کس کا اور پھر یہ بھی فیصلہ کریں اگر ان کے پاس انصاف کا کچھ بھی احساس تھا تو انہیں کس بات پر لہولہان ہونا چاہیے تھا میری بات پر یا خان صاحب کی بات پر" (مقدمہ ص:12)

ڈاکٹر صاحب! پیر صاحب کی صلح کلیت ہی وہ شدید ترین کمزوری ہے جس کو آپ کی نگاہ عیار نے تاڑ لیا ہے اور فتح کے شادیانے بجاتے نظر آتے ہیں کیونکہ پیر صاحب کا ایک پاؤں امام احمد رضا خان بریلوی کی کشتی میں ہے اور دوسرا پاؤں مولوی محمد قاسم نانوتوی دیوبندی کی کشتی میں یوں وہ مکمل طور پر آپ کی گرفت میں ہیں۔ پیر صاحب کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ وہ خود غور فرمائیں کہ اھدنا الصراط المستقیم کا تقاضا کیا ہے اور "یک در گیر و محکم گیر" پر عمل کرنا کتنا ضروری ہے۔ مندرجہ بالا بارے میں ڈاکٹر صاحب نے جو سوال پیر صاحب پر قائم کیا

(بقیہ حاشیہ) "نانوتوی" "خاتم النبیین کا معنی لا نبی بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ لینے پر مصر ہے حالانکہ یہ معنی احادیث صحاح سے ثابت ہے۔ اس پر اجماع صحابہ ہے"۔ مزید فرماتے ہیں "تحذیر الناس میں کہیں بھی خاتم النبیین کا معنی خاتم الانبیاء لا نبی بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں لیا گیا تا کہ وہ معانی مانند الجمع کی تاویل کی جا سکے بلکہ آخر الانبیاء کے معنی کو غیر صحیح ثابت کرنے کے واسطے لائے گئے ہیں۔" (دعوت فکر ص:110)

ہے اس کا جواب پیر صاحب قیامت کی صبح تک نہیں دے سکتے کیونکہ ان کے ہاتھ میں جوابی کارروائی کے لئے فقط منطق کلیت کا غبارہ ہے جب تک وہ اس کو نہیں چھوڑیں گے کسی جواب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور ایسے خون خشک کر دینے والے سوالات دیکھ کر" گونا گوں مصروفیات اور علمی مشاغل" میں نہ جانے اور کتنا اضافہ ہو جاتا ہوگا۔ ایک ناں سو سکھ۔

تیسری گرفت

جناب پیر محمد کرم شاہ الازہری نے اپنے رسالہ میں لکھا:

"مولانا نانوتوی نے سنگین قسم کی غلط فہمیوں کو جنم دینے والے اس مضمون کو فقط ایک بار تحذیر الناس میں ذکر کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اسے بار بار دہرایا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ جب پہلی بار میں نے تحذیر الناس کا مطالعہ کیا تو میری توجہ ان خطرناک نتائج کی طرف مبذول نہ ہوئی جو مولانا کی بعض عبارات پر مرتب ہوتے ہیں۔" (تحذیر الناس میری نظر میں، ص: 44)

پیر صاحب نے بریلویوں کو خوش کرنے کے لئے ایک بات پیدا کی ہے کہ تحذیر الناس کی بعض عبارات سے کچھ غلط فہمیاں جنم لیتی ہیں۔ لیکن پیر صاحب نے ان عبارات کو غلط نہیں کہا' اس فہم کو غلط کہا ہے جو ان سے ختم نبوت زمانی کے خلاف کوئی دوسرا نتیجہ نکالے۔ دوسرے لفظوں میں اسے یوں سمجھیے کہ حضرت مولانا محمد قاسم نے تو بات غلط نہیں کی' مولانا احمد رضا خان نے اسے غلط سمجھ لیا۔ سو پیر صاحب یہاں کسی غلط بیانی کی نشاندہی نہیں کر رہے مولانا احمد رضا خان اور ان کے پیروؤں کی غلط فہمیوں کو نمایاں کر رہے ہیں۔

..................مخدوم محترم! جب آپ نے ان خطرناک نتائج کو خود بھی غلط فہمی پر مبنی قرار دیا ہے تو اب آپ کو افسوس کس بات کا ہے۔ کیا اس بات کا کہ آپ نے اچھی تعلیم کیوں حاصل کی۔ کہ آپ ان غلط فہمیوں کا شکار نہ ہوئے اور مولانا احمد رضا خان اپنی کم علمی کے باعث تحذیر الناس کے ان مطالب کو نہ پا سکے جو حضرت حجۃ الاسلام کی مرادات تھے کیا

آپ کو اسی بات کا افسوس ہے؟" (مقدمہ تحذیر الناس، صفحہ: 12)

پیر صاحب کے متعلق تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ اس پیرے کو پڑھ کر ان کے احساسات کیا ہوں گے اور کس قسم کے ردعمل کا اظہار کیا ہوگا مگر ان کے وہ عقیدت مند جو پیر صاحب کی اندھی عقیدت کے جوش میں اپنے ہوش گنوائے بیٹھے ہیں وہ یہ پیرا پڑھ کر ضرور جھوم اٹھے ہوں گے کیونکہ چودھویں صدی کے برحق مجدد امام احمد رضا خان بریلوی کو پیر صاحب کے مقابلے میں کم علم اور کم فہم کہا گیا ہے۔ جبکہ پچھلے پیرے میں امام اہل سنت مجدد ملت مولانا احمد رضا خان کی گستاخان رسول کی عبارات پر گرفت کرنے کو "دن دھاڑے ڈاکہ ڈالنے" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جس نظریے پر پیر صاحب سختی سے قائم ہیں اس کے "وسیلہ جلیلہ" سے واقعی یہ دن دھاڑے ڈاکہ ہی بنتا ہے کیونکہ نانوتوی صاحب کی متنازعہ کفریہ عبارات قبلہ پیر صاحب کے نزدیک بغیر کسی شک وشبہے کے درست ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

نانوتوی صاحب کا عقیدہ

تحذیر الناس کی عبارت کا مطلب کیا ہے اور ڈاکٹر صاحب کے حجۃ الاسلام کی مرادات کیا تھیں ملاحظہ فرمایئے۔

نانوتوی صاحب کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور ﷺ جو خاتم النبیین ہیں وہ اس معنی میں ہیں کہ آپ سب انبیاء سے افضل ہیں۔ اس لئے نہیں کہ زمانے کے لحاظ سے آخری آنے والے نبی ہیں بلکہ اس لئے کہ ذاتی نبی ہیں "یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض۔ اوروں کی نبوت آپ ﷺ کا فیض ہے پر آپ ﷺ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں آپ پر سلسلہ نبوت مختتم ہو جاتا ہے"

(تحذیر الناس، صفحہ: 44 جدید ایڈیشن طبع دوم)

دیکھ لیا آپ نے' کہ آپ پر سلسلہ نبوت اسلئے مختتم ہے یعنی آپ ان معنوں میں

خاتم النبیین ہیں کہ آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں بلکہ آپ ذاتی نبی ہیں اور یہ ذاتی نبی ہونا ہی سب سے بڑی فضیلت ہے جس کی وجہ سے آپ سب سے افضل نبی ہوئے۔ اور مراتب کے لحاظ سے افضل ہونا ہی آپ کے خاتم النبیین ہونے کی علت ٹھہرا۔ زمانے کے لحاظ سے "آخری نبی" ہونے کے معنی کو وہ تحذیر الناس کے شروع ہی میں یہ کہہ کر رد کر چکے ہیں:

"سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں" (تحذیر الناس، صفحہ: 41)

یعنی سابق انبیاء کرام علیہم السلام کے زمانے کے بعد سب سے آخر میں آنا اور آخری نبی کہلانا یہ معنی تو محض کم فہم عوام کا ہے کیونکہ تقدم (پہلا زمانہ) اور تاخر زمانی (آخری زمانہ) یعنی زمانے کا پہلے ہونا یا آخری ہونا اپنے اندر کچھ فضیلت نہیں رکھتا۔ گویا حضور ﷺ پہلے آ جاتے تب بھی خاتم النبیین ہوتے اور زمانے کے لحاظ سے آخر میں آئے تب بھی خاتم النبیین ہیں۔ اس لئے کہ خاتمیت کا تعلق زمانے کی اولیت و آخریت سے نہیں بلکہ مراتب و درجات سے وابستہ ہے۔ مولوی نانوتوی صاحب نے خاتمیت کی بنیاد اسی علت یعنی مراتب و درجات کی بلندی پر رکھی ہے۔ زمانے پر نہیں[1] تبھی تو وہ صاف الفاظ میں کہتے ہیں۔

(1) "چنانچہ اضافت الی النبیین باین اعتبار کہ نبوت منجملہ اقسام مراتب ہے یہی ہے کہ اس مفہوم کا مضاف الیہ وصف نبوت ہے زمانہ نبوت نہیں"[2] (تحذیر الناس، صفحہ: 53)

---

[1] تحذیر الناس کے حاشیہ میں بھی لکھا ہے "خاتمیت کا دارومدار آپ کے مرتبہ پر ہے کہ آپ کو نبوت براہ راست بلا واسطہ اللہ تعالی سے حاصل ہے" (صفحہ 42)

[2] جبکہ مفتی محمد شفیع دیوبندی کہتے ہیں کہ "لغت عرب کے تتبع (تلاش) کرنے سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ لفظ خاتم اگر بہ بالفتح جب کسی قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہو تو اس کے معنی آخری کے ہوتے ہیں؛ آیت مذکورہ میں بھی خاتم کی اضافت جماعت نبیین کی طرف ہے اس لئے اس کے معنی آخر النبیین اور نبیوں کے ختم کرنے والے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتے" (ختم نبوت کامل، صفحہ: 67) مفتی صاحب نے نانوتوی صاحب کے خلاف فیصلہ دیا ہے۔

مزید کہتے ہیں:

(2) "اگر بطور اطلاق یا عموم مجاز اس خاتمیت کو زمانی اور مرتبے سے عام لے لیجئے تو پھر دونوں طرح کا ختم مراد ہوگا۔ پر ایک مراد ہو تو شایان شان محمدی ﷺ خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی" (تحذیر الناس صفحہ 53)

پیر صاحب بھی نانوتوی کی تردید میں لکھتے ہیں "جب ہم کتب حدیث کی طرف رجوع کرتے ہیں تو ہمیں بے شمار ایسی احادیث ملتی ہیں جو درجہ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں جن میں حضور ﷺ نے خود خاتم النبیین کا مفہوم ختم نبوت زمانی فرمایا ہے۔" (تحذیر الناس میری نظر میں ص: 36,35) نانوتوی صاحب کے پہلے جملے کا مطلب یہ ہے کہ "خاتم النبیین" میں جو خاتم کی اضافت الی النبیین ہے یعنی نبیوں کی جانب کی گئی ہے کہ آپ نبیوں کے خاتم ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ خاتم کا مضاف الیہ انبیاء کرام کا مرتبہ ہے زمانہ نہیں کیونکہ نبوت مراتب کی اقسام سے ہے زمانے کی اقسام سے نہیں۔ گویا آپ اوصاف نبوت کے خاتم ہیں زمانہ نبوت کے خاتم نہیں۔ اور دوسرے جملے میں بھی کہا گیا ہے کہ حضور ﷺ کے شایان شان مراتب کا خاتم ہونا ہے زمانے کا خاتم نہیں۔ خاتم النبیین کے معنی کی تحریف کرتے ہوئے آگے چل کر اسی وجہ سے نانوتوی صاحب یوں کہہ اٹھے۔

"بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا" (تحذیر الناس، صفحہ: 85)

نانوتوی صاحب کے عقیدے کے مطابق فرق اس لئے نہیں آئے گا کہ حضور ﷺ مراتب نبوت کے خاتم ہیں زمانہ نبوت کے نہیں۔ چاہے کوئی حضور ﷺ سے پہلے آئے تب بھی آپ ہی خاتم اور چاہے اب کوئی حضور ﷺ کے بعد نبی آ جائے تب بھی آپ ہی خاتم اسلئے کہ پہلے آنے والے اور اب بعد میں آنے والے دونوں آپ سے کم درجہ ہوں گے کیونکہ وہ بالعرض نبی ہوں گے ذاتی نبی نہیں ہوں گے ذاتی نبی ہونے کی بناء پر آپ ہی سب سے

افضل ہوں گے۔ اس صورت میں کوئی بعد آ جائے یا پہلے آپ کی خاتمیت میں کچھ فرق نہیں پڑتا۔

کسی مرزائی قادیانی کو پکڑ کر پوچھئے اس کا یہ عقیدہ ہے یا نہیں اور انہوں نے اسی بات کی تصریح اپنی کتابوں میں کی ہے یا نہیں اور وہ مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند کو اس مسئلہ میں اپنا امام مانتے ہیں یا نہیں اور "افادات قاسمیہ" نام کی کتاب انہوں نے لکھی ہے یا نہیں[1]۔ رہی یہ بات کہ اس کتاب پر حکومت پاکستان کی طرف سے فتویٰ عائد کیوں نہیں ہوتا اور عدالتیں کیوں خاموش ہیں تو یہ اعتراض کرنے والے میری اس بات کا جواب دیں کہ 1953ء میں جب مرزائیوں کے خلاف تحریک چلی تو وہ تحریک چلانے والے حق پر تھے یا باطل پر؟ وہ "فرقہ واریت" پھیلا رہے تھے یا محمد مصطفیٰ ﷺ کی عزت و حرمت کا دفاع کر رہے تھے؟ وہ نقص امن اور قانون شکنی کے مرتکب ہو رہے تھے یا دین اسلام کے امن و سکون اور قرآن و سنت کے قانون کے عین مطابق شرعی فریضہ انجام دے رہے تھے؟ مرزائی قادیانی اس وقت بھی کافر تھے یا بعد میں حکومت پاکستان کے نامور "مفتی" بھٹو صاحب کے کہنے کے مطابق کافر قرار پائے؟ اگر تو مرزائی کافر تھے اور ان کے خلاف آواز اٹھانے والے حق پر تھے اور اپنے پیارے مصطفیٰ ﷺ کی حرمت و تقدیس پر مرمٹنے کے لیے میدان میں نکل آئے تھے تو بتائیے کہ پھر مصطفیٰ ﷺ کے ان شیدائیوں پر گولیاں کیوں برسائی گئیں؟ ان پر کیوں تشدد کیا گیا؟ ان کی ٹانگیں کیوں توڑ دی گئیں؟ انہیں نقص امن کے الزام میں قانون شکن ٹھہرا کر جیلوں

[1] مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علمائے دیوبند کے متعلق فرماتے ہیں:

"اب جو یہ حضرات قادیانیوں کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے رہتے ہیں تو اس کی دو وجہیں معلوم ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ میدان تو ہموار کیا تھا انہوں نے اپنے لئے اور کود پڑا مرزا قادیانی تو یہ اس کے پیچھے پڑ گئے کہ تو کیوں کودا اور تو نے ہمارا حق کیوں چھینا۔ دوسری یہ کہ لوگ یہ نہ جان لیں کہ ختم نبوت کی مخالفت کی ابتداء ہم سے ہوئی بلکہ ہم ہر وقت ختم نبوت کا نعرہ بلند کرتے رہیں تاکہ پردہ پڑ جائے اور لوگوں میں یہ تاثر قائم ہو جائے کہ اگر ہم ختم نبوت کے مخالف ہوتے تو ہم اس سلسلے میں اتنی محنت کوشش اور تبلیغ و اشاعت وغیرہ کیوں کرتے؟" (تعارف علمائے دیوبند، صفحہ: 101 ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

میں کس لئے ٹھونس دیا گیا؟ اور یہ ضرور بتائیے گا کہ انہیں گولیوں سے چھلنی کرنے والے، ان کے جسموں پر تشدد کرنے والے، ان کی ٹانگیں توڑنے والے، موت کے گھاٹ اتار کر خاموش کرا دینے والے اور پکڑ پکڑ جیلوں میں ٹھونس کر ان سے مشقت لینے والے کسی مسلمان حکومت کے مسلمان کارندے تھے یا کوئی یہودی و نصرانی تھے؟ ایسا ظلم توڑنے والے محمد عربی ﷺ کے امتی کہلاتے تھے یا کسی ہنومان کے پوجنے والے ہندو تھے؟ اپنے اسلاف کی پیروی کرتے ہوئے آج میں نے ایک بار پھر آواز اٹھا دی ہے؛ اے محمد مصطفیٰ ﷺ کے شیدائیو! میری آواز غور سے سنو۔ تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان، تقویۃ الایمان وغیرہ سے دامن بچا کر ان کتابوں کے عقیدت مندوں سے ناتا توڑ کر الگ ہو جاؤ۔

ان کتابوں کے عقیدت مندوں کی اقتداء میں ایک بھی فرض نماز اور نماز جنازہ نہ پڑھیئے۔ بچا لیجئے اپنے دامن اور سنوار لیجئے اپنی آخرت کہ صاحب ایمان ہمیشہ آخرت سنور جانے کی کوشش میں مصروف رہتے ہیں۔

تحذیر الناس کے عقیدت مند ذرا بتاؤ مولوی محمد قاسم نانوتوی نے خاتمیت کی بناء پر کس پر رکھی ہے۔ صفحہ 42 پر جو انہوں نے لکھا "بلکہ بناء خاتمیت اور بات پر ہے" یہ اور بات کون سی بات ہے۔ یہ بات وہی بات ہے کہ خاتمیت کی بنیاد کمالات نبوت، اوصاف نبوت اور درجات نبوت پر ہے نبوت پر نہیں۔ اگر انہوں نے خاتمیت کی بنیاد زمانہ نبوت پر رکھی ہے اور ان کا یہ عقیدہ ہے تو تحذیر الناس کی عبارات سے ثابت کر دکھاؤ۔ کیا نانوتوی صاحب نے یہ نہیں لکھا "غرض اور انبیاء میں جو کچھ ہے وہ ظل اور عکس محمدی ہے کوئی کمال ذاتی نہیں" (صفحہ 90) کیا اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ ذاتی نبی ہیں یعنی آپ کو نبوت براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی گئی ہے لہذا آپ سب سے افضل ہو کر خاتم ٹھہرے۔ یہ مذکورہ جملہ وجہ خاتمیت کے بیان ہی میں تو نانوتوی صاحب نے تحریر کیا ہے۔ کیا نانوتوی صاحب نے یہ نہیں لکھا۔

"یعنی کمالات اصل میں جو تشبیہ تھی وہی نسبت کمالات عکوس میں بھی محفوظ رہے اس صورت میں اگر اصل وظل میں تساوی بھی ہو (یعنی حضور ﷺ اور نانوتوی صاحب کے تجویز کردہ دیگر خاتمین میں برابری بھی ہو) تو کچھ حرج نہیں کیونکہ افضلیت بوجہ اصلیت پھر بھی ادھر رہے گی" (صفحہ نمبر: 91)

کیا اس پیرے میں بھی افضلیت کا تصور دے کر اور آپ کو مراتب نبوت کا خاتم ٹھہرا کر ختم نبوت زمانی کا انکار نہیں کیا جا رہا؟ اور کیا نانوتوی صاحب نے خاتم کی تشریح کرتے ہوئے یہ نہیں لکھا "درصورت تسلیم اراضی ودیگر بطور معلوم بشہادت جملہ خاتم النبیین تمام زمینوں میں ہمارے نبی پاک محبوب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری ہوگی اور وہاں کے انبیاء آپ ہی کے دریوزہ گر ہونگے اور سب جانتے ہیں کہ اس میں جو فضیلت ہے درصورت انکار اراضی ماتحت وہ فضیلت ہاتھ سے جاتی رہے گی" (صفحہ نمبر: 91)

اس کے ساتھ ہی نانوتوی صاحب کا تحریر کردہ یہ دوسرا پیرا بھی دیکھئے:

"بادشاہ ہفت اقلیم کی عزت اور عظمت اپنی اس اقلیم کی رعیت پر حاکم ہونے سے جس میں خود مقیم ہے اتنی نہیں سمجھی جاتی جتنی بادشاہان اقالیم باقیہ پر حاکم ہونے سے سمجھی جاتی ہے ایسے ہی رسول اللہ ﷺ کی عزت وعظمت فقط اس زمین کے انبیاء کے خاتم ہونے سے نہیں سمجھی جا سکتی جتنی خاتمین اراضی سافلہ کے خاتم ہونے سے سمجھی جاتی ہے" (صفحہ: 93,94)

تحذیر الناس کے عقیدت مند ذرا تیسرا پیرا بھی ساتھ رکھ کر غور فرمائیں:

"اگر ہفت زمین کو بطور مذکور بہ ترتیب فوق وتحت نہ مانئے تو پھر عظمت شان محمدی ﷺ بہ نسبت اس قدر عظمت کے جو درصورت تسلیم اراضی ہفت گانہ بطور مذکور لازم آتی تھی چھ گنی کم ہو جائے گی غرض خاتم ہونا ایک امر اضافی ہے (یعنی مقصود اصلی نہیں)۔ بے مضاف علیہ تحقق نہیں ہو سکتا سو جس قدر اس کے مضاف الیہ ہوں گے اسی قدر خاتمیت کو افزائش ہوگی" (صفحہ: 80)

گویا صفت خاتمیت بھی بڑھنے گھٹنے والی صفت ٹھہری۔ کہ سات زمینوں پر سات خاتم مان کر سب کا خاتم پھر حضور ﷺ کو مانا جائے تو خاتمیت میں بہت ترقی ہو جائے گی اور اگر دیگر زمینوں کے خاتم نہ مانے جائیں تو اس صورت میں حضور ﷺ کی عظمت چھ گنا کم ہو جائے گی۔ بلکہ پچھلے پیرے میں یہ بھی کہا کہ فقط اس زمین پر جس پر ہم رہ رہے ہیں اس زمین کا خاتم ہونے سے آپ کی شان اور فضیلت نہیں سمجھی جا سکتی جب تک کہ باقی نچلی زمینوں پر رہنے والے خاتمین کا بھی آپ کو خاتم نہ سمجھا جائے۔ اور اگر ہم باقی زمینوں کے خاتمین کا انکار کر دیں گے تو آپ کی عظمت اور فضیلت ہاتھ سے جاتی رہے گی۔ العیاذ باللہ۔

الغرض اس موضوع پر نانوتوی صاحب نے تفصیل سے بحث کی ہے اور لکھا ہے کہ "بلکہ سات زمینوں کی جگہ اگر لاکھ دو لاکھ اوپر نیچے اسی طرح اور زمینیں تسلیم کر لیں تو میں ذمہ کش ہوں کہ انکار سے زیادہ اس اقرار میں کچھ دقت نہ ہوگی نہ کسی آیت کا تعارض نہ کسی حدیث سے معارضہ" (صفحہ: 84)

یعنی سات خاتم تو کیا لاکھوں زمینوں کے لاکھوں خاتم موجود ہوں تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا کیونکہ ان سب کی نبوت عرضی ہوگی جبکہ آپ بالذات نبی ہیں اور یہ صفت آپ کو سب سے افضل ٹھہراتی ہے اور ان نبیوں کا اور خاتمین کا حضور ﷺ سے پہلے ہونا یا بعد میں ہونا کچھ معنی نہیں رکھتا کیونکہ زمانہ تو اپنے اندر کچھ بھی فضیلت نہیں رکھتا۔ یعنی "تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں"۔

لہذا اگر حضور ﷺ سب سے اول زمانے میں تشریف لاتے اور دیگر تمام انبیاء کرام علیہم السلام بعد میں آتے یا اب "بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (صفحہ 85) کیونکہ آپ کی خاتمیت کا تعلق نبوت کے مراتب سے ہے یا سابقہ نبیوں کے مراتب سے ہے سابقہ نبیوں کے زمانے سے نہیں جیسا کہ تحذیر الناس کی عبارات کا مفہوم سمجھانے کی غرض سے حافظ عزیز الرحمٰن صاحب نے جدید ایڈیشن

کے حاشیے میں واضح اور غیر مبہم الفاظ میں لکھا ہے "خاتمیت کا دارومدار آپ کے مرتبہ پر ہے"
(صفحہ:42)

ختم نبوت زمانی کا انکار تو انہوں نے جابجا کیا ہے۔ یہ پیرا دیکھئے:

"اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے (یعنی اہل اسلام کے اجماعی معنی آخری نبی کی بجائے میرا تجویز کردہ معنی "بذات نبی" لیجئے) جیسا اس ہیچمدان نے عرض کیا تو پھر سوائے رسول اللہ ﷺ اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی ﷺ نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کی افراد خارجی (یعنی گزشتہ انبیاء) ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ (جو نبی حضور کے زمانے کے بعد آئیں گے) پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا"۔ (تحذیر الناس، صفحہ:85)

نانوتوی صاحب نے "بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو" کہہ کر اپنی پہلی بات افراد مقدرہ میں بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی" کو دہرایا ہے۔ کیونکہ گزشتہ نبیوں کا ذکر نانوتوی صاحب نے "افرادی خارجی" کہہ کر کیا ہے۔ اور حضور ﷺ کے بعد آنے والے نبیوں کا ذکر انہوں نے "افراد مقدرہ" کہہ کر کیا ہے اور آخری جملے میں ایک بار پھر یہی بات دہرا کر خاتمیت میں فرق نہ آنے والا عقیدہ مکمل کر بیان کر دیا ہے۔ مرزائی قادیانی اس عبارت کو پڑھ کر رقص نہ کریں تو اور کیا ماتم کریں۔

اس پیرے کو ذہن میں رکھتے ہوئے نانوتوی صاحب کی یہ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

"ایسے ہی بعد لحاظ مضامین مستورہ فرق مراتب انبیاء دیکھ کر یہ سمجھیں کہ کمالات انبیاء سابق اور انبیاء ماتحت کمالات محمدی ﷺ سے مستفاد ہیں" (صفحہ:98)

حضور ﷺ سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کو نانوتوی صاحب نے "انبیاء سابق" کہا ہے۔ بتائیے یہ انبیاء ماتحت کون ہیں؟ اگر یہ حضور ﷺ کے زمانے کے اندر موجود مانے جائیں تو

اس عقیدے پر کیا فتویٰ عائد ہوگا؟ اور اگر یہ انبیاء حضور ﷺ کے بعد کے زمانے میں کہیں موجود مانے جائیں تو اس عقیدے پر کیا فتویٰ عائد ہوگا؟ یہ شرعی فریضہ مفتیان اسلام سرانجام دیں۔

نانوتوی صاحب نے تو سارا معاملہ ہی صاف کر دیا ہے، لکھتے ہیں:

"غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جاوے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے" (صفحہ:65)

لفظ "بالفرض" کا فریب

تحذیر الناس کے شیدائی کہتے ہیں کہ نانوتوی صاحب کی یہ عبارت محض فرضی ہے کیونکہ نانوتوی صاحب نے اس میں "بالفرض" کہہ کر بات شروع کی ہے۔

عرض یہ ہے کہ افراد مقدرہ اور "انبیاء ماتحت" والی عبارات میں بالفرض کا لفظ بھی نہیں۔

دوسرے یہ کہ نانوتوی صاحب کا تحریر کردہ لفظ "بالفرض" "فرض محال" کیلئے ہے ہی نہیں[1] کیونکہ تحذیر الناس کے وکیلان صفائی محمد منظور نعمانی، مولوی حسین احمد مدنی اور دیگر تمام علماء دیوبند نے ان عبارات کی تاویل یہ کی ہے کہ "بالفرض" والے پیرے میں "خاتمیت محمدی" سے مراد خاتمیت ذاتی ہے۔ گویا اس فرض کا وقوع بھی ہو جائے تو دیوبندیوں کی مزعومہ خاتمیت میں کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔ جب خاتمیت کی تاویل کر دی گئی تو لفظ "بالفرض" "فرض محال" بھی ہرگز نہ رہا۔

تیسری بات یہ کہ اگر اس لفظ "بالفرض" کو فرض محال سے بھی تعبیر کیا جائے تو ہمارا

---

1 مولانا تابش قصوری فرماتے ہیں: "فرض اگرچہ محال کو بھی کیا جا سکتا ہے مگر محال کے فرض کرنے پر فساد اور بطلان لازم آیا کرتا ہے۔ محال کے فرض کو امکان یا صحت لازم نہیں آتی جبکہ یہاں بعد میں پیدا ہونے والے نبی کو فرض کرنے پر کہا گیا ہے کہ کوئی خرابی لازم نہیں آتی کیوں کہ خاتمیت میں فرق نہیں آتا نیز یہاں فرض تقدیری نہیں ہے بلکہ فرض تجویزی ہے اسی لئے انہوں نے فرض کے ساتھ لفظ تجویز بھی استعمال کیا ہے" (دعوت فکر ص:38 رضا دار الاشاعت لاہور)

اعتراض "بالفرض" پر نہیں بلکہ اس عبارت پر ہے۔

"خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا"۔ ہمارا کہنا یہ ہے کہ لفظ بالفرض یہاں کوئی فائدہ عبارت کو نہیں دے رہا۔ کیونکہ اگر اس فرض کا وقوع ہو جائے تو اہل اسلام کے نزدیک خاتمیت محمدی میں فرق آ جائے گا۔ یہ خاتمیت چاہے خاتمیت زمانی ہو یا نانوتوی کی تجویز کردہ خاتمیت ذاتی۔ دیوبندی جو کہتے ہیں کہ یہاں خاتمیت محمدی سے مراد خاتمیت ذاتی ہے اور اس میں واقعی کچھ فرق نہیں آتا تو آئندہ اوراق میں اس تاویل باطلہ کا ایسا رد آ رہا ہے کہ علمائے دیوبند پر قیامت ڈھا دی گئی ہے۔ ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء

اگر اس کے باوجود کسی کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی تو یہ دو جملے ملاحظہ فرما کر فیصلہ کریں۔

1. اگر بالفرض دو خدا بھی مان لئے جائیں تو عقیدہ توحید میں کچھ فرق نہ آئے گا۔
2. اگر بالفرض کوئی اپنی بیوی کو شرعی طریقہ سے تین طلاقیں دے دے تو اس آدمی کے نکاح میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

اب بتایئے کہ ان جملوں میں لفظ بالفرض نے عبارت کو کیا فائدہ دیا۔ اور اس بالفرض کی موجودگی میں عقیدہ توحید اور نکاح میں فرق آئے گا یا نہیں؟ لیکن کسی دیوار سے ٹکرا جانے کا مقام ہے کہ پیر کرم شاہ صاحب بھی دیوبندی وہابیوں کی سُر میں سُر ملا کر کہہ رہے ہیں:

"اور اگر بالفرض جیسے الفاظ سے صرف وہ لوگ جن کے پیشِ نظر تلاش حق اور بیان حق ہے وہ تو مولانا (نانوتوی) کے مقصد کلام کو سمجھنے کے لئے ان قواعد کو پیشِ نظر رکھیں گے کہ یہاں قضیہ فرضیہ ہے اور قضیہ فرضیہ اور ہوتا ہے اور قضیہ واقعیہ حقیقیہ اور ہوتا ہے۔ ان دونوں کے درمیان بُعد المشرقین ہے"۔ (تحذیر الناس میری نظر میں، ص: 51)

میں اپنے معزز علمائے اہل سنت سے معذرت کر کے اتنی سی بات کہنے کی اجازت ضرور چاہوں گا کہ اگر امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان بریلوی،

استاذ الاساتذہ صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی اور ولی برحق شہزادہ سیال شریف خواجہ پیر محمد قمر الدین سیالوی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین زندہ ہوتے تو میں انہیں منطق کی کتب پڑھنے، قضیہ فرضیہ اور قضیہ حقیقیہ میں تمیز کرنے اور تلاش حق اور بیان حق کو پیش نظر رکھنے کے لئے پیر محمد کرم شاہ صاحب کے پاس ان کے دار العلوم میں داخلہ لینے کا مشورہ ضرور دیتا۔ البتہ اب پیر صاحب سے گزارش ہے کہ وہ اپنے ہم خیال اساتذہ کتب منطق کی میٹنگ بلا کر تحذیر الناس کی عبارت کو منطق کی کتابوں سے جانچ پرکھ کر کے اپنے دعوے کو سچ ثابت کر دکھائیں۔ کیونکہ آپ جیسا عالمی شہرت یافتہ صاحب علم وفضل کسی بات کا دعویٰ کسی مضبوط دلیل کی بنیاد ہی پر تو کیا کرتا ہے۔ کیونکہ ہمارے دعوے تو "دیوانے کی بڑ" ہوتے ہیں جنہیں پیر صاحب جیسے عظیم محقق اور مفسر محض ایک بار پڑھ لینا بھی اپنی توہین اور بے ادبی سمجھتے ہیں۔ ہماری عبارات پر محض ایک نگاہ ڈالنا بھی انکی بیش قیمت علمی ساعتوں کی بربادی کا دوسرا نام ہے۔ البتہ تحذیر الناس کو متعدد بار پڑھنا اور ہر بار نیا لطف وسُرور حاصل کرنا اور ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی جیسے افتراء پرداز کی خاطر اکسٹھ صفحات کا رسالہ لکھ دینا عین اسلام کی خدمت ہے۔

پہلی بات یہ ہے کہ حسب عادت میرے جیسے بریلوی کی عبارت کو پڑھ لینا پیر صاحب کی عادت کے خلاف ہے مگر مجھے کہنے دیجئے کہ پیر صاحب صبح محشر تک اپنے دعوے کو سچ ثابت نہیں کر سکتے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بندہ حق پر ہے اور پیر صاحب شدید ٹھوکر کھائے بیٹھے ہیں البتہ پیر صاحب کے علم میں لانے کے لئے ایک دو باتیں ضرور عرض کرنا چاہوں گا۔ پیر صاحب بھی کہتے ہیں کہ "بعد زمانہ نبوی ...." والے جملے میں جو لفظ بالفرض ہے اس نے عبارت کو فرضی بنا دیا ہے اور قضیہ فرضیہ ہے۔ یہ بات اگر تسلیم کر لی جائے تو نانوتوی صاحب کی تحقیق باطل قرار پائے گی اور ساتھ ساتھ ان کے حواریوں کی تشریحات بھی جھوٹ کا پلندہ کہلائیں گی بلکہ پیر صاحب اور علمائے دیوبند نے اس قصے کو فرضی قرار دے کر نانوتوی صاحب کی تحقیق کو اپنے آپ ہی رد کر دیا ہے ہمارے دلائل کی ضرورت

ہی باقی نہیں رہی۔ یہ بھی امام احمد رضا بریلوی کی کھلی کرامت ہے۔ وللہ الحمد۔

تحذیر الناس کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ نانوتوی صاحب کا تجویز کردہ معنی "بالذات نبی" ہے اور اس معنی میں وہ فضیلت نبوی کا دوبالا ہونا بیان کرتے ہیں اور خاتمیت کا دارومدار اسی معنی پر رکھتے ہیں۔ بدر صاحب اور علمائے دیوبند یہ عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

"غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جاوے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔" (تحذیر الناس، صفحہ:65)

بتایئے جو معنی نانوتوی صاحب نے تجویز کیا اور جس معنی کی وجہ سے بمطابق نانوتوی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہے گا' کیا یہ معنی محض فرض کیا گیا ہے؟ کیونکہ خاتمیت کے باقی رہنے کا وصف تو وہ صرف اپنے تجویز کردہ معنی کی بنیاد پر بتا رہے ہیں۔

اگر تو نانوتوی صاحب کا تجویز کردہ معنی فرضی ہے تو یہ مذکورہ وصف بھی فرضی ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ دیوبندیوں نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ نانوتوی صاحب نے جو معنی پیش فرمایا ہے، کائنات میں ایسی عمدہ تحقیق آج تک کسی فرد نے پیش نہیں کی۔ اور کسی اور محقق کا خیال اس معنی کے نواح تک نہیں گھوما۔ تو گویا جس معنی کی بنیاد پر نانوتوی صاحب نے خاتمیت ذاتی کی عمارت کھڑی کی ہے۔ یہ سب فرضی قصہ ہوا۔ یہ بھی یاد کیجئے۔

"ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا اس ہیچمدان نے عرض کیا تو ......اس صورت میں فقط انبیاء کی افراد خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا" (تحذیر الناس، صفحہ:85)

بتایئے اس عبارت میں حضور ﷺ کی افضلیت کا بیان حقیقی طور پر ہے یا فرضی طور پر ہے۔ "اس صورت میں" کے الفاظ پر غور کیجئے۔

تو یہ صورت نانوتوی صاحب کا تجویز کردہ معنی "اتصاف ذاتی بوصف نبوت" ہے۔ اور اسی خصوصیت کی بناء پر وہ کہتے ہیں کہ افراد خارجی اور افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی۔ تو کیا یہ ساری تحقیق محض فرضی کارروائی ہے۔ حقیقت کا اس سے کچھ تعلق نہیں؟! اگر یہ بات ہے تو نانوتوی صاحب کے شیدائی ایک جملہ کہہ کر جان کیوں نہیں چھڑا لیتے کہ یہ ساری تحقیق فرضی ہے۔ مگر ہائے رے انگریز کی چال! ایسا ذہن بنا کر چلا کہ مسلمان کہلانے والا یہ طبقہ اندھی عقیدت اور شخصیت پرستی کے نشے میں ختم نبوت زمانی کے انکار کو قبول کر لے گا مگر نانوتوی صاحب کی تحقیق کو غلط نہیں کہے گا۔ نانوتوی صاحب کی ان عبارات "مگر اہل فہم پر روشن ہوگا" "بلکہ بناء خاتمیت اور بات پر ہے" "اگر بایں معنی تجویز کیا جاوے جو میں نے عرض کیا......" "ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا کہ اس ہیچمدان نے عرض کیا......" "کسی طفل ناداں (یعنی نانوتوی صاحب) نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی......(ص:88)" وغیرہ سے کیا یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ ساری تحقیق اصلی نہیں بلکہ فرضی ہے اور نانوتوی صاحب کی عقل نارسا کا محض ڈھکوسلا ہے؟ یہی بات تھی تو پھر نانوتوی صاحب کی تعریف میں اتنے ہوائی قلعے کیوں تعمیر کیے جاتے ہیں۔ بدر صاحب اور علمائے دیوبند بالفرض والی عبارت کو اس لئے قضیہ فرضیہ کہتے ہیں کہ اگر اس کو صحیح تسلیم کرتے ہیں نانوتوی صاحب کے لئے ختم نبوت زمانی کا انکار لازم آتا ہے۔ اس خوف نے ان حضرات کو یہ کہنے پر مجبور کر دیا کہ یہ قضیہ فرضیہ ہے۔ اور "بالفرض" کو دیکھ کر بغیر سوچے سمجھے اور دیکھے بھالے "قضیہ فرضیہ" کی ڈانگ اندھے کی لاٹھی کی طرح گھما دی۔ اس میں شک نہیں کہ کتابوں میں فرضی عبارات مصنفین لکھا کرتے ہیں اور فرض کرتے ہوئے کوئی بات بیان کیا کرتے ہیں مگر تحذیر الناس کی عبارات اپنے مطلب و مفہوم میں "قضیہ فرضیہ" کی متحمل اور متقضی ہرگز نہیں ہو سکتیں۔ یاد رکھئے اور خوب یاد رکھئے! نانوتوی صاحب نے جو معنی تجویز کیا ہے اسے نہ علمائے دیوبند فرض قرار دے سکتے ہیں اور نہ بدر صاحب۔ نانوتوی صاحب نے اسی اپنے تجویز

کردہ معنی میں یہ خوبی بتلائی ہے کہ اس معنی کو لے لیا جائے تو افراد خارجی، افراد مقدرہ اور بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو سب پر آپ کی افضلیت بھی ثابت ہوگی اور خاتمیت بھی قائم رہے گی۔ اس شرط و جزاء میں شرط نانوتوی صاحب کا تجویز کردہ معنی اور جزاء "خاتمیت کا بدستور باقی رہنا" اور "حضور ﷺ کے بعد نبی پیدا ہونے کی صورت میں بھی خاتمیت میں کچھ فرق نہ آنا" ہے۔ جب شرط فرضی نہیں تو جزاء کیسے فرض ہوگی الحمدللہ دلائل حقہ سے ثابت ہو گیا کہ اسے قضیہ فرضیہ کہنے والوں کے اپنے فہم کا قصور ہے اور نانوتوی صاحب کی عبارت ہرگز فرضی نہیں۔

پیر صاحب ایک اور غلط فہمی کا شکار بھی ہیں

کہتے ہیں کہ نانوتوی صاحب نے جو تقدم و تاخر زمانی کی بات کی ہے اس میں انہوں نے مطلق فضیلت کا انکار نہیں کیا بلکہ صرف بالذات فضیلت کا انکار کیا۔ نانوتوی صاحب کا جملہ یہ ہے "مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں"۔ جس طرح لفظ "بالفرض" سے پیر صاحب نے غلط مطلب اخذ کیا اسی طرح لفظ "بالذات" سے بھی پیر صاحب دھوکہ کھا گئے۔ حالانکہ بالفرض کی طرح لفظ بالذات بھی مہمل ہے۔ پیر صاحب کہتے ہیں۔ "پھر آپ ہزار بار کہیں کہ ....ہم نے تقدم و تاخر زمانی میں بالذات فضیلت کی نفی کی ہے۔ مطلق فضیلت کا انکار نہیں کیا"

(تحذیر الناس میری نظر میں، صفحہ: 43,44)

تحذیر الناس کی حقانیت میں ہر استدلال کا رد بندہ نے ایک طویل مضمون میں کیا ہے جس کی اشاعت کے لئے کوئی سنی ادارہ تیار نہیں البتہ یہ بات کہ نانوتوی صاحب نے بالذات فضیلت کا انکار نہیں کیا مطلق فضیلت کا انکار کیا ہے۔ اس کی تفصیل علامہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ کی کتاب "التبشیر" میں ملاحظہ فرمایئے۔ خوف طوالت سے میں اس کے دلائل کو

ترک کر رہا ہوں البتہ اتنی بات ضرور عرض کروں گا کہ حضور ﷺ کو آخری نبی ماننا ضروریات دین سے ہے اور اس کا انکار کسی بھی انداز میں کفر ہے۔ آخری نبی ہونے میں کیا فضیلت ہے (جس فضیلت کو نانوتوی صاحب مطلق نہیں مانتے) آیئے ملاحظہ فرمائیں۔

دین اسلام کو اسی لئے جملہ ادیان پر فضیلت حاصل ہے کہ اس کو نافذ کرنے والے محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ آپ کی تشریف آوری سے جملہ ادیان منسوخ قرار پائے۔ ھو الذی ارسل رسوله بالهدى و دين الحق ليظهره على الدين كله کا یہی مطلب ہے۔ پھر اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي فرما کر دین کی تکمیل کر دی گئی۔ اب غور طلب بات یہ ہے کہ تکمیل دین کا تعلق تاخر زمانی سے ہوا یا نہ ہوا۔ جب ہوا تو تکمیل دین فضیلت عظمیٰ ہے۔ لہذا تاخر زمانی یقیناً فضیلت کا وصف ہے۔ اسی طرح قیامت تک اب حضور ﷺ کی نبوت ہی جاری و ساری رہے گی جبکہ کسی اور نبی کے آنے سے یہ وصف بھی باقی نہ رہتا اور کسی اور نبی کے پیدا ہونے سے پھر اس امت کی نسبت بھی اس نبی کی طرف ہو جاتی تو سب سے آخر میں آ کر اس تکمیل دین اور قیامت تک آپ ہی کی نبوت کا جاری و ساری رہنا ایسے اوصاف ہیں کہ ان کی عدم موجودگی میں آپ کا وہ مرتبہ نہ رہتا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ "تکمیل دین" اور "قیامت تک نبوت کا جاری و ساری رہنا" جیسے اوصاف کا تعلق زمانے سے ہے اور آپ کے بعد کسی دوسرے نبی کے آنے سے آپ اس مرتبے کے حامل نہ رہتے اور خاتمیت مرتبی میں فرق آ جاتا لہذا علمائے دیوبند جو بار بار رٹ لگاتے ہیں کہ "بالفرض" والے جملے میں خاتمیت محمدی سے مراد "خاتمیت مرتبی" ہے اور "ان دونوں فقروں میں حضرت مرحوم نانوتوی صرف خاتمیت ذاتی کے متعلق فرما رہے ہیں کہ یہ ایسی خاتمیت ہے کہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کی خاتمیت پر کچھ فرق نہیں آئے گا"

(تکملہ تحذیر الناس از مولوی منظور نعمانی، صفحہ: 121۔ طبع دوم، مکتبہ حنفیہ، گوجرانوالہ)

اور ڈاکٹر خالد محمود صاحب بھی عبارت نانوتوی کی تشریح میں لکھتے ہیں:

"حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی مقدر مانا جائے تو اسے بھی حضور ﷺ کے آفتاب نبوت سے مستنیر مقدر مانا جائے گا اور اس سے حضور ﷺ کی خاتمیت مرتبی میں واقعی کچھ فرق نہیں آئے گا" (مقدمہ تحذیر الناس، صفحہ: 23)

تو ان علمائے دیوبند کے مقابلے میں ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ حضور ﷺ کی خاتمیت مرتبی بھی صرف اسی صورت میں قائم رہ سکتی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ ورنہ نہ تو تکمیل دین ہوگی اور نہ قیامت تک آپ کی نبوت کا جاری رہنا پایا جائے گا۔ لہذا مولوی نانوتوی اور ان کے شیدائیوں نے جس بنیاد پر تانا بانا بنا تھا وہ بنیاد ہی ڈھے گئی اور علمائے دیوبند نے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر جس ڈالی پر آشیانہ بنایا تھا وہ ڈالی ہی کٹ کر نیچے آ گری۔ اب کسی نانوتوی، گنگوہی، تھانوی، دربھنگی، لکھنوی، گکھڑوی، سیالکوٹی میں دم نہیں۔ کہ وہ مجدد برحق امام احمد رضا بریلوی کے تحذیر الناس پر فتویٰ کفر کے خلاف ایک لفظ تو کیا ایک نقطہ تک لکھ سکے۔

ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

چوتھی گرفت

تحذیر الناس کے جدید ایڈیشن کے مقدمہ میں پیر صاحب کے جس خط کا عکس دیا گیا ہے اس سے متعلق پیر صاحب اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں:

"آج سے تقریباً اکیس بائیس سال قبل موضوع زیر کالا کے ایک مولوی کامل دین صاحب نے مجھے خط لکھا اور استفسار کیا کہ میں مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کی کتاب "تحذیر الناس" کے بارے میں اپنی رائے سے انہیں آگاہ کروں۔ شاید اس وقت ہی مجھے تحذیر الناس کے مطالعہ کا پہلی مرتبہ موقع ملا" (تحذیر الناس میری نظر میں، صفحہ: 4)

پیر صاحب نے جواب لکھا جس کی ابتداء یوں فرمائی:

"حضرت قاسم العلوم کی تصنیف لطیف مسمّٰی بہ تحذیر الناس کو متعدد بار غور و تامل سے پڑھا اور ہر بار نیا لطف و سرور حاصل ہوا...... جہاں تک فکر انسانی کا تعلق ہے حضرت مولینا قدس سرہ کی نادر تحقیق کئی شپرہ چشموں کے لئے سرمہ بصیرت کا کام دے سکتی ہے۔ (عکسی خط مقدمہ تحذیر الناس، صفحہ: 30) پیر صاحب نے اپنے خط کے عکس کی اشاعت دیکھی اور اپنے نئے رسالہ میں لکھا:

"مجھے افسوس ہے کہ جب پہلی بار میں نے تحذیر الناس کا مطالعہ کیا تو میری توجہ ان خطرناک نتائج کی طرف مبذول نہ ہوئی جو مولانا کی بعض عبارات پر مرتب ہوتے ہیں"۔

اس پر ڈاکٹر صاحب نے یوں گرفت کی:

"آپ کا یہ کہنا کہ پہلی بار مطالعہ کرنے سے آپ کی توجہ ان نتائج تک نہ جا سکی تھی اپنی جگہ ضرور کچھ وزن رکھتا اگر آپ نے واقعی ایک دفعہ کے مطالعہ کے بعد تحذیر الناس کے حق میں اپنی رائے دی ہوتی تو ہم کہہ دیتے کہ ذہن کمزور تھا۔ پہلے مطالعہ میں بات کو نہ پا سکا لیکن ہم جب یہ دیکھتے ہیں کہ آپ نے تحذیر الناس کے بارے میں اپنی رائے اسے کئی دفعہ پڑھنے کے بعد دی تھی تو بے ساختہ حافظ نباشد کی مثل یاد آ جاتی ہے آپ کا خط جس کا عکس فوٹو اس مقدمہ تحذیر الناس کے صفحہ 30 پر ہم دے رہے ہیں اس کا پہلا جملہ یہ ہے "حضرت قاسم العلوم کی تصنیف لطیف مسمّٰی بہ تحذیر الناس کو متعدد بار غور و تامل سے پڑھا اور ہر بار نیا لطف و سرور حاصل ہوا" اب آپ ہی بتائیں کہ اس خط میں آپ نے جو رائے ظاہر کی ہے کیا وہ صرف پہلی بار کے مطالعہ پر مبنی ہے یا آپ نے متعدد بار اس کا مطالعہ کیا تھا اور کیا سرسری مطالعہ کیا تھا یا آپ اسے پورے غور و تامل سے پڑھتے رہے تھے اور اگر آپ اسے واقعی غور سے پڑھتے رہے تو کیا کوئی خطرناک نتیجہ آپ کے ذہن میں آتا رہا یا ہر بار آپ کو نیا لطف و سرور حاصل ہوتا رہا؟ مذکورہ بالا جملہ بھی آپ کا ہی ہے اور "تحذیر الناس میری نظر میں" کی صفحہ 44 کی

درمیانی عبارت بھی آپ کی ہے کہ پہلی بار کے مطالعہ سے آپ کی توجہ ادھر مبذول نہ ہوگی۔ ہم حیران ہیں کہ آپ کی کس بات کو درست مانیں۔ اور پھر بات خود بھی مانتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد قاسم نے بھی یہ بات صرف ایک جگہ نہیں لکھی بار بار دہرائی ہے۔ ہاں آپ دونوں میں تطبیق دے دیں تو یہ آپ کی ایک نئی علمی شان ہوگی۔ ہم تو پھر بھی شکر گزار ہیں کہ آپ نے اپنی صفحہ 44 کی بات کی صفحہ 58 پر تردید کر دی ہے۔ صفحہ 44 کی بات سے بریلوی خوش ہوں گے اور صفحہ 58 کی بات کے باعث دیوبندی حضرات بھی کسی شکوہ کے لائق نہ رہے ہوں گے"

(مقدمہ تحذیر الناس، صفحہ: 13)

پیر صاحب کی صلح کلیت کے صدقے یہ کتابچہ "تحذیر الناس میری نظر میں" چونکہ دونوں دھڑوں کو ایک ادا میں رضامند کرنے کی ناکام کوشش کرتا ہے اس لئے تضادات کا پایا جانا بدیہی امر ہے۔ بہرحال پیر صاحب کے پاس مندرجہ بالا سوالات کا طلوعِ صبح قیامت تک جواب ناممکن ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

علمائے اہلِ سنّت کا عجیب رویہ

کچھ معزز علمائے اہل سنت، پیر صاحب کے اس رویے سے سخت نالاں ہیں اور وہ پیر صاحب سے کوئی میل جول نہیں رکھتے۔ لیکن حیرت یہ ہے کہ ان کی کئی کتب اہل باطل کے خلاف شائع ہو رہی ہیں مگر پیر صاحب کے اس رویے پر کسی نے ایک لفظ تک تحریر نہیں فرمایا۔ کچھ علمائے اہل سنت اور گدیوں کے سجادہ نشین یہ واقفیت رکھتے ہوئے بھی پیر محمد کرم شاہ صاحب سے بھرپور روابط قائم رکھے ہوئے ہیں۔ یہ معزز طبقہ تجاہل عارفانہ بے جا رواداری اور چشم پوشی کا مرتکب ہو رہا ہے جو کہ اس کے شایان شان نہیں۔ تیسرا طبقہ وہ ہے جو ان مسائل سے سرے سے آگاہ ہی نہیں اگر ہے بھی تو بس سرسری سا اور محض واجبی سا، یہ طبقہ پیر صاحب کے

خلاف ایک لفظ تک سننا گوارا نہیں کرتا۔ سمجھانے کی کوشش پر جواب ملتا ہے کہ تم زیادہ پڑھے لکھے ہو یا پیر کرم شاہ صاحب جو الازہر کے فارغ التحصیل ہیں۔ مجھے ان ہر دو طبقوں سے سخت شکوہ ہے۔ کیا یہ رویہ عجیب سے عجیب تر نہیں کہ تحذیر الناس اور اس کی حمایت کرنے والے دیوبندیوں کے خلاف ہمارے زبان و قلم شعلے اگلیں مگر جب پیر صاحب کی بات آ جائے تو اپنا کہہ کر دونوں کی نوک زبان پر مہر سکوت لگ جائے۔ کیا پیر صاحب اس لحاظ سے اچھے ہیں کہ وہ میلاد و عرس اور گیارھویں کے قائل ہیں؟ کیا دیوبندیوں سے ہمارا اختلاف میلاد و گیارھویں پر ہے؟ دیوبندی تحذیر الناس کی حمایت کریں تو مفتیوں کی مسندوں اور علماء کے منبروں سے ان کے خلاف تحریروں تقریروں اور فتووں کے انبار لگ جائیں اور پیر محمد کرم شاہ صاحب بھیروی تحذیر الناس کی حمایت کریں تو بھی مفتی و عالم انہیں "ضیاء الامت" کے خطاب سے نوازیں۔

این چہ بوالعجبی است۔

اگر ہم سنی بریلوی علماء کا یہی رویہ رہا تو کل کون کہہ سکے گا کہ دیوبندیوں سے ہمارا اختلاف اصولی ہے اور اس اصولی اختلاف کی بنیاد تحذیر الناس و براہین قاطعہ وغیرہ ہیں؟

اس مختصر سے مضمون میں خدا کے فضل و کرم سے بندہ ناچیز نے دلائل سے ثابت کر دیا ہے کہ مولوی محمد قاسم نانوتوی ختم نبوت زمانی کے منکر تھے اور ان پر امام احمد رضا بریلوی اور علمائے حرمین شریفین کا فتویٰ قطعی طور پر درست ہے۔ پیر صاحب تو مجھے انجانی غیر معروف اور کم علم سمجھ کر توجہ نہیں فرمائیں گے مگر میں سنی علماء و مفتی صاحبان اور گدیوں کے سجادہ نشینوں سے عاجزانہ اپیل کرتا ہوں کہ آپ لوگ مل بیٹھ کر پیر صاحب کو سمجھائیں۔ مان جائیں تو اللہ کا لاکھ لاکھ شکر نہ مانیں تو پھر دینی غیرت اور مذہبی حمیت کا تقاضا یہ ہے کہ ان سے میل جول اور اختلاط باقی نہ رکھا جائے۔ البتہ یہ بات معلوم طلب ہے کہ گدیوں کے سجادہ نشینوں اور معزز

1. سیال شریف کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اشرف صاحب سیالوی تو ان عبارات کو گستاخانہ اور کفریہ ثابت کر کے مولوی حق نواز جھنگوی کو عبرتناک شکست بھی دے چکے ہیں۔ وہی اس بات پر توجہ فرمائیں اور پیر صاحب کو سمجھائیں۔

علمائے کرام کو خود بھی تحذیر الناس کی کفریہ عبارات سے متعلق پوچھنا گوارا ہے یا نہیں؟

پیر کرم شاہ صاحب ہزاروں لاکھوں بار محبت رسول اور عشق مصطفیٰ ﷺ کا دم بھریں اوران سے بے پناہ ادب واحترام کا والہانہ اظہار کریں مگر تحذیر الناس وغیرہ کی حمایت نے ان کی تمام خدمات جلیلہ پر پانی پھیر رکھا ہے۔ وہابی مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ یعنی حرمین شریفین میں بیٹھ کر کیا اللہ اللہ نہیں کرتے جن سے خود پیر صاحب بھی شدید اختلاف رکھتے ہیں اور عموماً کہتے نظر آتے ہیں کہ مدعیان توحید کو ان حقائق کی ہوا تک نہیں لگی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت کی روشنی عطا فرمائے۔

پیر صاحب کے استدلالی پیرے کا رد

یہاں پر پیر صاحب کے اس استدلالی پیرے کا رد پیش خدمت ہے جس کو پیر صاحب نے اپنے رسالہ میں نانوتوی صاحب کے حق میں ان کے ختم نبوت زمانی کے اقراری ہونے کے جواز میں پیش فرمایا ہے صاحب نظر اور صاحب انصاف ہمارے جواب کے اندر ذرا حق کی جلوہ گری ملاحظہ فرمائیں۔ پیر صاحب رقمطراز ہیں:

"مندرجہ ذیل اقتباسات پڑھنے کے بعد یہ کہنا درست نہیں سمجھتا کہ مولانا نانوتوی عقیدہ ختم نبوت کے منکر تھے۔ کیونکہ یہ اقتباسات بطور عبارۃ النص اور اشارۃ النص اس امر پر بلاشبہ دلالت کرتے ہیں کہ مولانا نانوتوی ختم نبوت زمانی کو ضروریات دین سے یقین کرتے تھے اور اس کے دلائل کو قطعی اور متواتر سمجھتے تھے۔ انہوں نے اس بات کو صراحت سے ذکر کیا ہے کہ جو حضور ﷺ کی ختم نبوت زمانی کا انکار کرے وہ کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

ص 47 کے آخر میں وہ رقمطراز ہیں:

"سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے۔ ادھر تصریحات نبوی انت منی بمنزلة

هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي او كما قال "جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اس باب میں کافی۔ کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے۔ پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا، گو الفاظ مذکور بسند تواتر منقول نہ ہوں۔ سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا۔ جب تواتر عدد رکعات فرائض و وتر وغیرہ باوجود یکہ الفاظ حدیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں جیسا ان کا منکر کافر ہے ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا"۔

(تحذیر الناس میری نظر میں، صفحہ: 58, 59)

متضاد عبارت کسی دعویٰ کی دلیل نہیں بن سکتی

مولوی محمد قاسم نانوتوی کی جو عبارت پیر صاحب نے نقل کی ہے اس میں ایک تو بات یہ ہے کہ پوری عبارت میں خاتم النبیین کا معنی صرف اور صرف آخر النبیین نہیں لیا گیا کیونکہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی قطعی اور اجماعی ہیں اور علمائے اسلام نے تصریح کی ہے کہ لفظ خاتم کے ظاہری معنی فقط آخر کے ہیں اور یہی بغیر کسی تاویل کے مراد ہیں۔ صحابہ کرام، تابعین اور آئمہ مجتہدین میں سے کسی نے خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے علاوہ بیان نہیں کئے۔ یہ معنی تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ تو مندرجہ بالا پیرے میں جس کو پیر صاحب نے نقل کیا ہے خاتم النبیین کا حقیقی اور اصلی معنی "آخری نبی" کی بجائے "خاتمیت ذاتی" لیا گیا اور یہ معنی نانوتوی صاحب کا پسندیدہ معنی ہے جیسا کہ گزشتہ اوراق میں ثابت کیا جا چکا ہے کہ نانوتوی صاحب نے بار بار اس بات کی تصریح کی ہے کہ شایان شان محمد خاتمیت مرتبی ہے خاتمیت زمانی نہیں۔ اور آپ مراتب نبوت کے خاتم ہیں زمانہ نبوت کے نہیں۔ اس پیرے میں بھی خاتم النبیین کا معنی آخری نبی اور صرف آخری نبی کہ جس پر تمام امت کا اجماع ہے نہیں لیا گیا بلکہ مختلف صورتیں بیان کی گئیں۔ اور جس صورت کے اندر حقیقی معنی لیا گیا وہ بھی خاتمیت مرتبی ہی لیا گیا۔ تفصیل آگے آ رہی ہے۔

دوسری سب سے بڑی بات یہ کہ نانوتوی صاحب نے اس عبارت میں تعداد رکعات فرائض کے تواتر میں وتر کی رکعات کو بھی شامل کرلیا ہے ہر مسلمان جانتا ہے کہ اعداد رکعات فرائض کا منکر اس لئے کافر ہے کہ اعداد تواتر سے ثابت ہیں اور تواتر شرعی کا منکر کافر ہوتا ہے۔ جب نانوتوی صاحب نے اس تواتر میں وتر کو بھی شامل کرلیا ہے تو نانوتوی صاحب کے نزدیک وتر کی تعداد رکعات کا منکر بھی کافر قرار پائے گا اور کافر بھی ایسا کہ جیسا ختم نبوت کا منکر کافر ہوتا ہے۔ لیکن ہر مسلمان یہ بھی جانتا ہے کہ فرائض کی رکعات کی تعداد کی طرح وتر کی رکعات کی تعداد تواتر میں شامل نہیں۔ آج تک فرضوں کی رکعتوں کی تعداد میں اختلاف نہیں پایا گیا لیکن سلف صالحین سے لے کر آج تک وتر کی رکعتوں میں بدستور اختلاف پایا جاتا ہے۔ صحیح بخاری شریف اور فتح الباری وغیرہ اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ وتر کی رکعتوں کی تعداد ایک بھی ہے تین بھی اور پانچ بھی اور سات بھی۔ ایک پڑھنے والا تین پڑھنے والے کو کافر نہیں کہہ سکتا اور نہ تین رکعت وتر پڑھنے والا ایک رکعت وتر پڑھنے والے کو کافر کہہ سکتا ہے۔ یہ بھی امت کا اجماعی مسئلہ ہے۔ مگر نانوتوی صاحب نے "تواتر عدد رکعات فرائض و وتر" کہہ کر فرضوں کے تواتر کے ساتھ وتر کو بھی شامل کر کے دونوں کے منکر کو منکر ختم نبوت کی طرح کافر قرار دے ڈالا ہے۔ گویا نانوتوی صاحب کے نزدیک معاذ اللہ وہ تمام اسلاف کرام اور آئمہ دین کافر قرار پائیں گے جنہوں نے وتر کی تعداد رکعات میں اختلاف کیا ہے۔ اب جس پیرے کو پیر صاحب نے نقل کیا ہے اس کو صحیح تسلیم کیا جائے تو جملہ سلف صالحین معاذ اللہ کافر قرار پاتے ہیں۔ لہذا تسلیم کرنا پڑے گا کہ نانوتوی صاحب کا یہ عقیدہ درست نہیں اور یہ عبارت متضاد عبارت ہے۔ البتہ فرائض کی رکعات کا منکر کافر ہے جبکہ اعداد رکعات وتر کا منکر کافر نہیں۔ لہذا تحذیر الناس کی اس عبارت سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ منکر ختم نبوت ان کے نزدیک کافر ہے کیونکہ وتر کے تواتر کا منکر ختم نبوت کے منکر کی طرح کافر نہیں جبکہ نانوتوی صاحب اسے کافر قرار دیتے ہیں یہ عبارت متضاد عبارت ہے اور متضاد عبارت کسی دعویٰ کی دلیل نہیں بن سکتی۔ اس عبارت

میں نانوتوی صاحب خود بری طرح پھنس گئے ہیں۔ پیر صاحب کو سوچنا چاہئے اور اس پر غور کرنا چاہئے کہ اگر آپ نانوتوی صاحب کے خلاف وتر کے معاملہ میں امت مسلمہ کے مسلک کو حق سمجھتے ہیں تو ان پر اجماع قطعی کے انکار کا حکم لگانا پڑے گا اور ساتھ ہی یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ ان کی عبارت منقولہ بالا کے مفہوم میں صریح تضاد پایا جاتا ہے۔ اب جبکہ پیر صاحب خود بھی وتر کے تواتر کے قائل نہیں اور نہ اس کے منکر کو ختم نبوت کے منکر کی طرح کافر مانتے ہیں ایسا عقیدہ موجود ہو وہ عبارت کسی مسئلے میں بطور استدلال کس طرح پیش فرما سکتے ہیں۔

اس پیرے کو لے کر نامور اور سرخیل دیوبندی عالموں اور مناظروں نے اپنا اپنا ایڑی چوٹی کا زور صرف کیا ہے کسی طور نانوتوی صاحب کے سر سے فتوے کا بوجھ اٹھ جائے مگر خدا کی شان دیکھئے کہ یہ بوجھ اور بڑھ کر مزید پکا ہو گیا گویا سب کے سب انکار ختم نبوت زمانی کے اقبالی مجرم ہوئے۔ نانوتوی صاحب کے وکیل صفائی مولوی محمد منظور سنبھلی نعمانی لکھتے ہیں:

"قرآن عزیز میں جو آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین فرمایا گیا ہے۔ اس سے آپ کے لئے دونوں قسم کی خاتمیت ثابت ہوتی ہے ذاتی بھی اور زمانی بھی" (تحذیر الناس، صفحہ: 118 طبع دوم، گوجرانوالہ) آگے چل کر مزید لکھتے ہیں۔

"لفظ خاتم النبیین کی تفسیر کے متعلق حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کے مسلک کا خلاصہ صرف اسی قدر ہے جس کا حاصل صرف اتنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ خاتم زمانی بھی ہیں اور خاتم ذاتی بھی۔ اور یہ دونوں قسم کی خاتمیت آپ کے لئے قرآن کریم کے اسی لفظ خاتم النبیین سے نکلتی ہے (صفحہ: 119) پھر ایک جگہ لکھتے ہیں:

"خاتمیت زمانی مع خاتمیت ذاتی مراد لینا خود مولانا (نانوتوی) مرحوم کا مسلک مختار ہے۔ تین سطر بعد پھر لکھا:

"اصل حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید کے اس (خاتم النبیین) لفظ سے حضور ﷺ کیلئے

خاتمیت زمانی بھی ثابت ہوتی ہے اور خاتمیت ذاتی بھی۔" (ص:123)

ایک جگہ رقمطراز ہیں:

"تحذیر الناس کے صفحہ 56 پر حضرت مولانا نانوتوی نے جس کو خود اپنا مختار (اختیار کیا ہوا معنی) بتلایا ہے وہ یہ ہے کہ خاتمیت کو جنس مانا جائے اور ختم زمانی و ختم ذاتی کو اس کی دو نوعیں قرار دیا جائے اور قرآن عزیز کے لفظ خاتم سے یہ دونوں بیک وقت مراد لی جائیں"
(صفحہ 119)

پیر صاحب کے استدلالی پیرے کی تشریح سے قبل نامور دیوبندی مناظر کی عبارات اس لئے دی گئی ہیں تا کہ آگے چل کر پوری بات آپ کی سمجھ میں آ جائے۔ یہ عبارات در حقیقت نعمانی صاحب کی معرکۃ الآرا کتاب "فیصلہ کن مناظرہ" کی ہیں جن کو دیوبندی کاریگروں نے ہتھیار کے طور پر تحذیر الناس کے جدید ایڈیشن کے آخر میں لگایا ہے۔ نعمانی صاحب کا سارا زور صرف اور صرف اس پر رہا کہ خاتمیت محمدی سے مراد بیک وقت دونوں قسم کی خاتمیت ہے ذاتی اور زمانی بھی۔ اور دونوں میں وقت کا مفہوم باقی کچھ نہیں رہتا اور اسی کو نانوتوی صاحب کا پسندیدہ معنی بتلایا ہے۔

یہ بات آپ کے ذہن میں بیٹھ گئی ہے تو اب پیر صاحب کے استدلالی پیرے کی طرف آیئے جس کو دیوبندی ماہنامہ "الرشید" نے یوں نقل کیا ہے۔ قوسین کے اندر والی عبارات بھی ان کی اپنی ہیں ہماری طرف سے نہیں۔

"سو اگر (آیت میں خاتمیت کے تینوں اقسام کا) اطلاق اور عموم (مراد) ہے۔ تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے ورنہ (اگر تینوں اقسام میں سے صرف ایک قسم مراد ہے تو وہ خاتمیت مرتبی ہو سکتی ہے اندریں صورت) تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے" (ماہنامہ "الرشید" لاہور دیوبند نمبر صفحہ 675)

ثابت ہوا کہ نانوتوی صاحب کے نزدیک خاتمیت محمدی سے مراد خاتمیت ذاتی یا

مرتبی ہی ہے البتہ خاتمیت زمانی اس کو لازم ہے۔ خاتمیت ختم زمانی کا معنی نانوتوی صاحب لیتے ہی نہیں کیونکہ یہ ان کے نزدیک عوامی معنی ہے۔ پیر صاحب کے استدلالی پیرے کی تشریح مولوی محمد منظور نعمانی صاحب نے تین صورتوں میں بتائی ہے:

"ایک یہ کہ لفظ خاتم کو خاتمیت زمانی اور ذاتی کے لئے مشترک معنوی مانا جائے اور جس طرح مشترک معنوں سے اس کے متعدد افراد مراد لئے جاتے ہیں اسی طرح یہاں آیۃ کریمہ میں بھی دونوں قسم کی خاتمیت مراد لی جائے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ ایک معنی کو حقیقی اور دوسرے کو مجازی کہا جائے اور آیت کریمہ میں لفظ خاتم سے بطور عموم مجاز ایک ایسے عام معنی مراد لئے جائیں جو دونوں قسم کی خاتمیت کو حاوی ہو۔

ان دونوں صورتوں میں لفظ خاتم کی دلالت دونوں قسم کی خاتمیت پر ایک ساتھ اور مطابقی ہوگی۔

تیسری صورت یہ ہے کہ قرآن کریم کے لفظ خاتم سے صرف خاتمیت ذاتی مراد لی جائے۔ مگر چونکہ اس کے لئے بدلائل عقلیہ و نقلیہ خاتمیت زمانی لازم ہے لہذا اس صورت میں بھی خاتمیت زمانی پر آیت کریمہ کی دلالت بطور التزام ہوگی۔ ان تینوں صورتوں کے لکھنے کے بعد "تحذیر الناس" کے صفحہ 56 پر حضرت مولانا (نانوتوی) نے جس کو خود اپنا مختار بتلایا ہے وہ یہ ہے کہ خاتمیت کو جنس مانا جائے اور ختم زمانی و ختم ذاتی کو اس کو دو نوعیں قرار دیا جائے اور قرآن عزیز کے لفظ خاتم سے یہ دونوں بیک وقت مراد لی جائیں" (صفحہ 119,118)

فیصلہ کن مرحلہ

علمائے دیوبند کی شب و روز کاوشوں کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ اس پیرے میں تین صورتیں ہیں (1) مشترک (2) حقیقی و مجازی (3) خاتمیت ذاتی کو خاتمیت زمانی لازم ہے خاتمیت

محمدی کے معنی میں چوتھی کوئی صورت نہیں بتلائی گئی۔ بار بار یہ بتایا جا رہا ہے کہ خاتمیت محمدی کے معنی میں ہر جگہ ہر مقام پر اور ہر صورت میں دونوں قسم کی خاتمیت موجود رہے گی جہاں کہیں بھی خاتمیت محمدی کی بات کی جائے گی یہ دونوں معنی ساتھ ساتھ رہیں گے۔ اس بات کو سمجھ گئے ہیں تو اب ذرا نانوتوی صاحب کی عبارت کا یہ جملہ ملاحظہ فرمایئے۔

"بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا"۔ (صفحہ 85)

یہ بات تو آپ کے ذہن میں مکمل موجود ہے کہ خاتمیت محمدی کا معنی کرتے وقت کل تین ہی صورتیں تھیں اور علمائے دیوبند کی وضاحت کے مطابق تینوں صورتوں میں دونوں قسم کی خاتمیت (ذاتی بھی اور زمانی بھی) اس لفظ خاتمیت محمدی کے اندر موجود رہے گی۔ ورنہ بیک وقت کا اور معنی ہی کیا ہے۔ تو اب نانوتوی صاحب کی عبارت کا مطلب یہ ہوگا۔

"بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی (خاتمیت ذاتی اور خاتمیت زمانی) میں کچھ فرق نہ آئے گا"۔ لیجئے قصہ تمام ہوگیا۔ اب دیوبندی کس منہ سے کہتے ہیں کہ اس عبارت میں صرف خاتمیت مرتبی کا بیان ہے زمانی کا نہیں۔ کیا انہیں نانوتوی صاحب کا مختار و محقق معنی اور تینوں صورتیں بھول گئیں؟ بتایئے اس عبارت کے اندر موجود لفظ "خاتمیت محمدی" پر مشترک 'حقیقی و مجازی اور ذاتی کو زمانی لازم ہے' کا اطلاق کیونکر نہیں کیا جائے گا۔ دیوبندی علماء کی بوکھلاہٹ کا اندازہ فرمایئے کہ ایک طرف تو یہ لکھ لکھ کر اپنے قلم گھسا چکے ہیں کہ نانوتوی صاحب کے مسلک کا خلاصہ صرف اسی قدر ہے جس کا حاصل صرف اتنا ہے کہ خاتمیت ذاتی اور خاتمیت زمانی دونوں قسم کی خاتمیت لفظ خاتم النبیین (یا خاتمیت محمدی) سے متعلق ہے اور ان دونوں قسموں کو بیک وقت مراد لیا جائے گا۔ لیکن اس کے برعکس جب بالفرض والے جملے کی عبارت دیکھی جان پر بن گئی تو بوکھلاہٹ میں پچھلی بات بھول کر نیا راگ الاپنے لگے کہ:

"ان دونوں فقروں میں حضرت (نانوتوی) مرحوم صرف خاتمیت ذاتی کے متعلق فرمارہے ہیں کہ یہ ایسی خاتمیت ہے کہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد اور نبی ہو تب بھی آپ کی اس خاتمیت میں کچھ فرق نہیں آئے گا' (9) رہی خاتمیت زمانی اس کا یہاں کوئی ذکر نہیں اور نہ کوئی ذی ہوش کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کے ہونے سے خاتمیت زمانی میں کوئی فرق نہیں آتا" (تحذیر الناس، صفحہ: 121 مولوی محمد منظور نعمانی)

صد افسوس! کہ نعمانی صاحب کو اپنی پیش کردہ تینوں صورتیں یاد نہ رہیں۔ ڈاکٹر خالد محمود بھی کہنے لگے:

"یہاں بھی بات شرط کے ساتھ کہی جا رہی ہے اور موضوع ختم نبوت مرتبی کا بیان ہے (1).......................آخری الفاظ "خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا" سے ختم نبوت زمانی مراد لینا اس عبارت میں بڑا ظلم ہوگا" (مقدمہ تحذیر الناس صفحہ 23)۔

کیا ڈاکٹر صاحب کو خاتمیت کو جنس مان کر دونوں قسم کی خاتمیت مراد لے کر بیک وقت لے لینا بھول گیا؟

علمائے دیوبند دونوں طرح سے گرفتار بلا ہیں۔ اگر کہتے ہیں کہ خاتمیت محمدی سے مراد صرف ایک معنی خاتمیت ذاتی ہے تو آپ کی پیش کردہ تینوں صورتوں کا خاتمہ ہوا اور نانوتوی صاحب ختم نبوت زمانی کے منکر ٹھہرے اور جب یہ کہتے ہیں کہ خاتمیت محمدی سے تینوں صورتیں یعنی مشترک 'حقیقی و مجازی' اور خاتمیت 'ذاتی کو زمانی لازم ہے' مراد ہے تو بالفرض بعد زمانہ نبوی.........الخ" والے جملے میں ذاتی کے ساتھ زمانی کو بھی ماننا پڑے گا۔ اور جملہ پھر اس طرح ہوگا۔

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت زمانی اور خاتمیت

---

1 ہم پچھلے اوراق میں ثابت کر چکے ہیں کہ تکمیل دین قیامت تک آپ کی نبوت کا جاری رہنا اور امت کی نسبت آپ کی طرف ہونے کا تعلق تاخر زمانی سے ہے اور یہ اوصاف باعث فضیلت ہیں ان کے نہ ہونے سے خاتمیت ذاتی میں بھی فرق آتا ہے۔

ذاتی میں کچھ فرق نہیں آئے گا" اس طرح بھی نانوتوی صاحب ختم نبوت زمانی کے منکر ٹھہرے۔

الف: علمائے دیوبند کہتے ہیں کہ بالفرض والے جملے میں خاتمیت محمدی سے مراد خاتمیت ذاتی ہے۔ تو مطلب یہ ہوا کہ پہلی تحقیق کے خلاف یہاں نہ مشترک معنی مانا جائے نہ لفظ خاتم کو جنس سمجھا جائے اور نہ نانوتوی صاحب کی پیش کردہ رجس والی مثال کو صحیح تسلیم کیا جائے۔ گویا خاتم کے اندر دونوں میں نہیں بلکہ ایک نوع ختم ذاتی مراد لی جائے۔ بتائیے کہ وہ کون سی خاتمیت محمدی ہے جس میں دونوں معنی بیک وقت لئے جائیں گے اور یہ کون سی خاتمیت محمدی ہے جس میں فقط ایک معنی ختم ذاتی لیا جائے گا دیوبندی اس گورکھ دھندے کو خود ہی حل کریں۔

ب: "بالفرض بعد زمانہ نبوی..............الخ" والے جملے میں خاتمیت محمدی سے مراد اگر خاتمیت مرتبی ہے تو دوسری صورت حقیقی ومجازی کا بھی خاتمہ ہوا کہ عموم مجاز تو دونوں قسم کی خاتمیت کو حاوی ہوگی اور آپ ہیں کہ پہلے تحقیق کے برعکس یہاں ایک ہی معنی ماننے پر مصر ہیں۔ ختم ذاتی تو ہو گیا حقیقی معنی اب مجازی معنی کو یہاں پر لانے کی صورت کیا ہوگی۔ یا آپ نے منطق کی کوئی نئی کتاب پڑھ لی ہے کہ عموم مجاز میں ایک کو لے لیا گیا اور دوسرے کو ترک کر دیا۔ دونوں صورتیں تحریر کرنے کے بعد کیا نعمانی صاحب نے یہ جملہ نہیں لکھا:

"ان دونوں صورتوں میں لفظ خاتم کی دلالت دونوں قسم کی خاتمیت پر ایک ساتھ اور مطابقی ہوگی" اور مطابقی کی تعریف ہی یہی ہے کہ وہ دلالت جس میں لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے کل پر دلالت کرے۔ بتائیے آپ کی پہلی تحقیق کو قبول کر کے دونوں قسم کی خاتمیت مانی جائے یا پہلی تحقیق کے خلاف دوسری تحقیق قبول کر کے صرف ایک قسم مانی جائے۔ کہیں خاتمیت محمدی سے مراد دونوں قسم کی خاتمیت اور کہیں ایک قسم کی خاتمیت، یہ کیا دھرم ہے؟

ج: "بالفرض بعد زمانہ نبوی..............الخ" والے جملے میں خاتمیت محمدی سے مراد اگر خاتمیت ذاتی یا مرتبی ہے تو آپ لوگوں کی پیش کردہ تیسری صورت کی وجہ سے یہاں خاتمیت ذاتی بھی باقی نہیں رہتی۔ کیونکہ تیسری صورت میں یہ تھا کہ "خاتمیت ذاتی کو خاتمیت زمانی لازم ہے" تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی کا بھی مطلب ہے۔ یعنی خاتمیت ذاتی ملزوم اور خاتمیت زمانی اس کو لازم۔ اب جب علمائے دیوبند یہ کہتے ہیں کہ بالفرض والے جملے میں لفظ خاتمیت محمدی میں صرف خاتمیت ذاتی کا بیان ہے (جو کہ ملزوم ہے) اور خاتمیت زمانی (جو اسے لازم ہے) اس کا بیان ہرگز نہیں؟ تو اس طرح جب خاتمیت زمانی (جو کہ لازم تھی) وہ نہ رہی تو (اس لازم کا ملزوم) خاتمیت ذاتی بھی باطل ہوگی۔ کیونکہ لازم کے باطل ہونے سے ملزوم خود بخود باطل ہو جاتا ہے۔ دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی خود لکھتے ہیں:

"اور لازم باطل ہے پس ملزوم بھی باطل ہے" (حفظ الایمان مع تغییر العنوان، ص:19)

امید ہے پیر صاحب کو بھی معلوم ہو گیا ہوگا اور ان کی غلط فہمی بھی دور ہوگئی ہوگی کیونکہ انہوں نے بھی نانوتوی صاحب کی حمایت میں فرمایا ہے۔ "پھر آپ ہزار بار کہیں کہ ختم نبوت زمانی ختم نبوت مرتبی کو مستلزم ہے" (صفحہ 43) اگر ختم نبوت زمانی، ختم نبوت مرتبی کو مستلزم ہے تو "بالفرض بعد زمانہ نبوی..............الخ" والے جملے میں لفظ "خاتمیت محمدی" میں یہ مستلزم کہاں جائے گا؟ پیر صاحب جواب دیں اور وہ بھی نقد۔ بتائیے اس مقام پر دیوبندی کس منطق کی رو سے مستلزم کو اڑا رہے ہیں؟ لہٰذا ہر طرح گھمانے پھرانے کے بعد بھی پرنالہ وہیں کا وہیں رہا اور جملے کا مطلب یہ ہوا کہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت ذاتی اور خاتمیت زمانی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔

پیر صاحب کے استدلالی پیرے سے ثابت ہوا کہ نانوتوی صاحب ایک طرف ختم

نبوت زمانی کے منکر بھی ہیں اور دوسری جانب ختم نبوت زمانی کے منکر کو کافر بھی کہتے ہیں۔ یہ اقبالِ جرم تو ہوسکتا ہے مگر ختم نبوت کا اقرار ہونا نہیں مانا جاسکتا۔ دیکھئے مرزا غلام احمد نے حضور نبی کریم ﷺ کے آخری نبی ہونے کا اقرار بھی اپنی تحریروں میں کیا لیکن اس کے باوجود دعویٰ نبوت کر کے حضور ﷺ کے آخری نبی ہونے کا انکار کر دیا۔ وہ بھی تو کہتا ہے:

"اور جیسا کہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن و حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔"

(اعلان مورخہ 2 اکتوبر 1891ء منقول از کتاب "مجدد اعظم" بحوالہ مقالات کاظمی، حصہ سوم، صفحہ: 491)

ان عبارات کے علاوہ بکثرت عبارات مرزا غلام احمد قادیانی کی ایسی ہیں جن میں اس نے صاف اور واضح طور پر ختم نبوت کا عقیدہ ظاہر کیا ہے۔ کیا ان عبارات کی بناء پر مرزا کو ختم نبوت کا قائل اور معتقد و مقر مان لیا جائے گا؟

دنیا جانتی ہے کہ اس نے توبہ نہیں کی اور یونہی اس دنیا سے رخصت ہوگیا۔ لہٰذا اس کی ایسی تمام عبارات نا قابل قبول ہیں جن میں وہ مدعی نبوت کو کاذب و کافر قرار دیتا ہے۔ اسی طرح پیر صاحب یا کوئی اور نانوتوی صاحب کی لاکھ عبارات دکھاتا پھرے جن میں وہ ختم زمانی کو اپنا عقیدہ قرار دے کر اس کے منکر کو کافر کہتے ہیں سب نا قابل قبول ہیں جب تک کہ ان کی ان عبارات سے توبہ نہ دکھائی جائے جن میں انہوں نے ختم نبوت زمانی کا انکار کیا ہے اور ہم نے پچھلے اوراق میں ثابت کر دیا ہے کہ مولوی محمد قاسم نانوتوی ختم نبوت زمانی کے منکر ہیں۔ یہاں بار بار دہرانے کی ضرورت نہیں۔ جس طرح پیر صاحب نے تحذیر الناس کی دیگر عبارات سے آنکھیں بند کر کے فقط ایک پیرا نانوتوی صاحب کے حق میں پیش کر دیا اسی طرح دیوبندی حضرات بھی عموماً نانوتوی صاحب کی ایسی عبارات ان کی دوسری کتب سے پیش

کرتے رہتے ہیں۔ ان عبارات سے متعلق حضرت مولانا علامہ غلام علی اوکاڑوی فرماتے ہیں۔

"دیوبندی حضرات بتائیں کہ کسی کافر کا محض اقرار کفر اس کو مسلمان ثابت کرسکتا ہے؟ اگر اس عبارت کو نانوتوی صاحب کی عبارت تسلیم کر لیا جائے تو اس میں بقول حسین احمد صاحب نانوتوی صاحب نے خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین کا انکار کرنے اور آپ کا زمانہ سب انبیاء کے زمانے کے بعد ماننے اور آپ کے بعد اور کوئی نبی کے آسکنے کو کفر قرار دیا اور خود تحذیر الناس کے صفحہ 3 پر خاتم النبیین کو آخر النبیین کے معنی میں لینے کو خیال عوام قرار دے کر انکار کیا اور اسی طرح آپ کے زمانہ کو انبیاء کے زمانے کے بعد ماننے کو خیال عوام ٹھہرا کر اس کا انکار کیا اور اسی طرح صفحہ 14 صفحہ 28 کی عبارتوں میں آپ کے بعد اور کوئی نبی آسکنے کی تصریح کر کے خود اپنے اوپر کفر کا حکم دیا تو یہ عبارت (یعنی پیر صاحب کے استدلالی پیرے کی عبارت نانوتوی کے) اپنے ہی کافر ہونے کی اقبالی ڈگری ہوئی"۔ (التنویر، صفحہ: 43,44)

علامہ صاحب کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک آدمی ایک جگہ ایسی بات کر جاتا ہے کہ وہ صریح کافر ہو جاتا ہے اور کسی دوسرے مقام پر اسی بات کو کفر بھی قرار دیتا ہے تو یہ اقرار کفر اس کا پہلا کفر دفع نہیں کرسکتا اور نہ وہ مسلمان ہوسکتا ہے جب تک کہ سابقہ کفر سے توبہ نہ کرے لہٰذا اگر پیر صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے پیش کردہ پیرے میں نانوتوی صاحب ختم نبوت زمانی کے منکر کو کافر قرار دیتے ہیں تو یہ بقول حضرت علامہ اوکاڑوی مدظلہٗ اپنے ہی کافر ہونے کی اقبالی ڈگری ہوئی۔ لہٰذا نانوتوی صاحب پر علمائے حرمین شریفین کا فتویٰ اور پکا ہوگیا۔ باقی خود پیر کرم شاہ صاحب کو بھی اقرار ہے کہ نانوتوی صاحب نے خاتم النبیین کے معنی "آخری نبی" کو خیال عوام کہا ہے وہ لکھتے ہیں۔

"اس عبارت کے پڑھنے سے سب سے پہلے عقیدہ ختم نبوت کے اس مفہوم کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے جس پر آج تک امت خاتم النبیین کا اجماع رہا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے

بعد اور کوئی نبی نہیں آ سکتا" (تحذیر الناس میری نظر میں صفحہ 35)

پیر صاحب کی اس عبارت کو بار بار پڑھئے اور فیصلہ کیجئے کہ خود پیر صاحب ہی کے قلم سے نانوتوی صاحب منکر ختم نبوت ٹھہرے یا نہیں؟

پیر صاحب مزید لکھتے ہیں:

"نانوتوی صاحب کی یہ تصریح کرنا کہ خاتم النبیین کا مفہوم اگر ختم نبوت زمانی لیا جائے تو نہ آیت میں استدراک درست ہوگا اور نہ آیت مقام مدح کے لئے موزوں ہوگی ایک طرفہ تماشا ہے یعنی ایک آیت مدح مصطفیٰ کے لئے نازل ہوئی مسلّم اب اگر مولانا (نانوتوی) کی تشریح کو مانا جائے تو آیت مقام مدح کے مطابق ہوگی اور اگر خاتم النبیین کی جو تفسیر احادیث سے مذکور ہے اگر اس کو مانا جائے تو یہ آیت مقام مدح کے لئے موزوں نہ رہے اور اس میں حبیب کبریا کی توصیف وثنا کا کوئی پہلو باقی نہ رہے" (ایضاً صفحہ: 39)

"گویا ختم نبوت زمانی جس کا ثبوت احادیث نبوی سے ہوتا ہے اس کے باعث تو فضیلت نبوی دوبالا نہیں ہوتی بلکہ گھٹ جاتی ہے اور (نانوتوی صاحب کی) اس نئی تشریح سے شان نبوی بلند ہو جاتی ہے" (ایضاً صفحہ: 45)

پیر صاحب کی عبارات سے ثابت ہوا کہ نانوتوی صاحب احادیث مبارکہ کے مقابلے میں اپنی رائے اور تحقیق کو بہتر تر اور زیادہ معتبر قرار دیتے ہیں۔ چونکہ احادیث مبارکہ قرآن کی تفسیر کہلاتی ہیں اس صورت میں نانوتوی صاحب کی ذاتی رائے قرآن عزیز کے مقابلہ میں ٹھہری۔ گویا تفسیر بالرائے ہوئی۔ اور تفسیر بالرائے سے متعلق خود نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس میں یہ فتویٰ دیا ہے۔" من فسر القرآن برایہ فقد کفر (تحذیر الناس، صفحہ: 99)

اب پیر صاحب کے مطابق بھی نانوتوی صاحب تفسیر بالرائے کے مجرم قرار پائے اور صفحہ 99 پر نقل کردہ حدیث شریف کے الفاظ میں من فسر القرآن .... جس نے قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کی پس وہ کافر ہو گیا' نانوتوی صاحب پر لگا کے اپنے ہی کافر ہونے

کی اتفاقی ذکری ہوئی [1]۔ لہٰذا ہم نے اپنی طرف سے کچھ اضافہ نہیں کیا۔ عبارات کو تعلیق دے کر نتیجہ پیش کر دیا ہے۔

پیر صاحب مزید فرماتے ہیں:

"جب کوئی علم کلام کا ماہر یہ لکھے کہ خاتم النبیین کا حقیقی مفہوم ختم نبوت مرتبی ہے اور اگر اس سے مراد ختم نبوت زمانی لی جائے تو پھر یہ آیت اس قابل نہیں رہتی کہ اسے مقام مدح میں ذکر کیا جائے اور ساتھ ہی اس جملہ کا اضافہ کر دے "مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی بالذات کچھ فضیلت نہیں" تو اسے پڑھ کر منکرین ختم نبوت کی خوشی کی انتہا نہ رہے گی۔ یہ کہنے سے اب انہیں کون روک سکتا ہے کہ خاتم النبیین کا حقیقی مفہوم تو ختم نبوت مرتبی ہے۔ اور اس حقیقی مفہوم کو ہم نے ہی سمجھا ہے اور چار دانگ عالم میں نبوت محمدی کا پرچار کرنے والے ہم لوگ ہی ہیں۔ باقی رہا ختم نبوت زمانی کا عقیدہ تو یہ عوام کا اخذ کردہ مفہوم ہے۔

"ہم عوام کالانعام کے پیروکار نہیں کہ نبوت کے دروازے کو ہمیشہ کے لئے مقفل کر دیں"

(تحذیر الناس میری نظر میں، ص: 43)

پیر صاحب نے نانوتوی صاحب کے عقیدہ ختم زمانی کو "عوام کا خیال" کہنے کے متعلق لکھا ہے۔

"اور یہ کہنے کی تو شاید کوئی بھی جسارت نہ کر سکے کہ سارے صحابہ زمرہ عوام میں سے تھے ان میں سے کوئی اہل فہم نہ تھا" (ایضاً صفحہ: 35)

قارئین کرام اب جان گئے ہوں گے کہ نانوتوی صاحب نے خاتم النبیین کا معنی

---

[1] اس اتفاقی ذکری کی تائید خود دیوبندیوں کے مشہور مولوی انور شاہ کشمیری نے یوں کی (ترجمہ) کہ بالذات اور بالعرض عرف فلسفہ ہے۔ عرف قرآن مجید اور محاورہ عرب نہیں ہے اور نظم قرآن کو اس معنی کی طرف کوئی اشارہ نہیں۔ پس اضافہ استفادہ نبوت محض اختراع ہوئی یعنی خواہش نفس کی پیروی کی وجہ سے قرآن پر زیادتی ہے" (رسالہ خاتم النبیین ص: 38) اور سب کا استفادہ نبوت کا قول نانوتوی صاحب اور ان کے متبعین کا ہے۔ اختراع ہوئی تفسیر بالرائے ہوئی اور تفسیر بالرائے کو نانوتوی صاحب بھی کفر کہتے ہیں۔ نیز شاہ صاحب نے اپنی کتاب "عقیدۃ الاسلام" کے صفحہ 258 پر بالذات اور بالعرض کی تقسیم کا شدید رد کیا ہے۔

""آخری نبی" لینے والوں کو عوام کہا ہے اور یہ لفظ "اہلِ فہم" کے مقابلہ میں لائے ہیں۔ پیر صاحب نے اعتراض کرتے ہوئے صرف صحابۂ کرام کو زمرہ عوام میں شامل کر لئے جانے کا لکھا ہے حالانکہ خاتم النبیین کا معنی "آخری نبی" صحابۂ کرام کو خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا۔ اس طرح نانوتوی صاحب کے نزدیک نہ صرف صحابہ بلکہ خود حضور ﷺ بھی (معاذ اللہ) زمرہ عوام میں سے ٹھہرے۔ اور نانوتوی صاحب اور ان کے شیدائی اہلِ فہم ہوئے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)۔ آخر میں پیر صاحب اور علمائے دیوبند کے لئے مشہور دیوبندی مولوی انور شاہ صاحب کشمیری کی عبارت پیش کرتا ہوں۔ اس عبارت کو پڑھ کر نانوتوی صاحب کے بارے میں بھی یہی فیصلہ سامنے آتا ہے۔

"ان کی (یعنی مرزا قادیانی کی) کتابوں سے ایسے اقوال پیش کرنا جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بعض عقائد میں اہل سنت وجماعت کے ساتھ شریک ہیں' ان کے اقوال وافعال کفریہ کا کفارہ نہیں بن سکتے جب تک اس کی تصریح نہ ہو کہ جو عقائد کفریہ انہوں نے اختیار کئے تھے' ان سے توبہ کر چکے ہیں' اور جب تک توبہ کی تصریح نہ ہو' چند عقائد اسلام کے الفاظ کتابوں میں لکھ کر کفر سے نہیں بچ سکتے" کیونکہ زندیق اسی کو کہا جاتا ہے جو عقائد اسلام ظاہر کرے اور قرآن وحدیث کے اتباع کا دعویٰ کرے لیکن ان کی ایسی تاویل وتحریف کر دے جس سے ان کے حقائق بدل جائیں' لہٰذا جب تک اس کی تصریح نہ دکھلائی جائے کہ مرزا صاحب ختم نبوت اور انقطاع وحی کے اس معنی کے لحاظ سے قائل ہیں جس معنی سے کہ صحابہ وتابعین اور تمام امت محمدیہ قائل ہے۔ اس وقت تک ان کی کسی ایسی عبارت کا مقابلہ میں پیش کرنا مفید نہیں ہو سکتا جس میں خاتم النبیین کے الفاظ کا اقرار کیا ہو .... یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ مرزا صاحب اپنی آخری عمر تک دعوائے نبوت پر قائم رہے اور اپنے کفریہ عقائد سے کوئی توبہ نہیں کی۔ علاوہ ازیں اگر یہ ثابت بھی نہ ہو تو کلمات کفریہ اور عقائد کفریہ کہنے اور لکھنے کے بعد اس وقت (تک) ان کو مسلمان نہیں کہہ سکتے جب تک ان کی طرف سے ان عقائد سے توبہ کرنے کا اعلان نہ پایا

جائے اور یہ اعلان ان کی کسی کتاب یا تحریر سے ثابت نہیں کیا گیا"

(کتاب "ملفوظات محدث کشمیری" ص: 69 مرتب سید احمد رضا بجنوری دیوبندی۔ ادارہ دعوت اسلام جامعہ یوسفیہ بنوریہ کراچی)

نانوتوی صاحب نے بھی خاتم النبیین کے جو معنی آخری نبی کے بجائے ختم ذاتی کے پیش کئے یہ معنی صحابہ وتابعین اور تمام امت محمدیہ کے پیش کردہ معنی کے قطعی خلاف ہیں۔ تبھی تو خود پیر صاحب یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ نانوتوی صاحب نے عقیدہ ختم نبوت کے اس مفہوم کی اہمیت ہی ختم کر کے رکھ دی جس پر آج تک اُمتِ خاتم النبیین کا اجماع رہا۔ نانوتوی صاحب آخری عمر تک اسی عقیدہ پر جمے رہے اور توبہ نہیں کی۔

نانوتوی صاحب کو اپنے گھر سے مار

نانوتوی صاحب نے خاتم النبیین کے اجماعی معنی "آخری نبی" کو عوام کا خیال قرار دیا اور کہا:

"بعد حمد وصلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تا کہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں

(تحذیر الناس، صفحہ: 41 طبع دوم، گوجرانوالہ)

یہ جملہ لائق توجہ ہے "عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں" عوام کو اہل فہم کے مقابلے میں لایا گیا ہے۔

یعنی جو نا فہم ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہے۔ پھر یہ بات بھی

کہ "تقدم یا تاخر زمانی" کو بھی "آخری نبی" کے مقابلے میں لایا گیا ہے۔ یعنی اہل فہم کے نزدیک اول و آخر میں کوئی فضیلت نہیں۔ یہ بات ذہن میں بیٹھ گئی ہے تو اب دیوبندی مذہب کے مفتی اعظم محمد شفیع دیوبندی کراچی کی سنیئے۔ لکھتے ہیں:

"خلاصہ یہ ہے کہ آیت خاتم النبیین کے معنی جو خود نبی کریم ﷺ نے ہمیں بتلائے وہ یہی ہیں کہ آپ ﷺ سب انبیاء میں آخری نبی اور تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں" (ختم نبوت کامل، صفحہ:84)

نانوتوی صاحب کا عقیدہ:

خاتم النبیین کا معنی "آخری نبی" عوام کا خیال ہے۔

مفتی محمد شفیع دیوبندی کا عقیدہ:

خاتم النبیین کا معنی "آخری نبی" خود نبی کریم ﷺ نے بتلایا ہے۔

نتیجہ

مفتی صاحب کی تحریر کے مطابق نانوتوی صاحب نے نبی کریم ﷺ کو عوام اور نافہم کہا (العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ نقل کفر کفر نباشد)

نانوتوی صاحب نے خاتمیت کی بنیاد "آخری نبی" پر نہیں بلکہ "مراتب نبوت" پر رکھی ہے لہذا آخری نبی کو خیال عوام کہہ کر اس کا رد کرتے ہوئے لکھا۔ "بلکہ بنا خاتمیت اور بات پر ہے" (صفحہ:42)

حاشیے میں اس کی تشریح حافظ عزیز الرحمٰن دیوبندی نے یہ کی:

"خاتمیت کا دارومدار آپ کے مرتبہ پر ہے کہ آپ کو نبوت براہ راست بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے حاصل ہے" معلوم ہوا کہ نانوتوی صاحب نے خاتم النبیین میں خاتمیت کا دارومدار "آخری نبی" کی بجائے مراتب نبوت پر رکھی ہے اور لفظ خاتم کے معنی "آخر اور ختم

کرنے والے" کی بجائے "خاتم مرتبی" کئے۔ اب ذرا مفتی صاحب کی سنیئے:

"از روئے لغت عرب آیت مذکورہ میں خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتے اور لفظ خاتم کے معنی آیت میں آخر اور ختم کرنے والے کے علاوہ ہرگز مراد نہیں بن سکتے" (خاتم نبوت کامل، صفحہ:70)

نانوتوی صاحب کا عقیدہ:

خاتم کے معنی آخر اور ختم کرنے والے ہرگز نہیں ہو سکتے۔

مفتی صاحب کا عقیدہ:

خاتم کے معنی آخر اور ختم کرنے والے ہیں اس کے علاوہ دوسرا معنی ہرگز نہیں ہو سکتا۔

نانوتوی صاحب نے اپنا عقیدہ خود بیان کیا "شایان شان محمدی ﷺ خاتمیت مرتبی ہے" (صفحہ:53)

نانوتوی صاحب "آخری نبی" کا معنی عوام کا خیال قرار دیتے ہیں۔ خود یہ معنی ہرگز نہیں لیتے۔ بلکہ وہ تو خاتمیت کا معنی ختم ذاتی یا ختم مرتبی یا بالذات نبی کرتے ہیں۔ سب کا مفہوم ان کے نزدیک ایک ہی ہے۔ اگر پھر بھی کسی کو اعتراض ہو کہ نانوتوی صاحب نے اپنی طرف سے کوئی معنی نہیں کیا تو پھر ان جملوں کا مطلب کیا ہوگا۔

1. "غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جاوے جو میں نے عرض کیا..............." (صفحہ:65)

2. "ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا اس ہیچمدان نے عرض کیا" (صفحہ:84)

3. "باقی رہی یہ بات کہ بڑوں کی تاویل کو نہ مانیے تو ان کی تحقیر نعوذ باللہ لازم آئے

گی۔ یہ انہی لوگوں کے خیال میں آسکتی ہے جو بڑوں کی بات ازراہِ بے ادبی نہیں مانا کرتے.......اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا ہو تو ان کی شان میں کیا نقصان آگیا اور کسی طفلِ نادان نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہو گیا" (صفحہ: 85, 86)

معلوم ہوا کہ نانوتوی صاحب نے خاتم النبیین کے کوئی معنی اپنی طرف سے ضرور کئے ہیں۔ اور جو معنی کئے ہیں انہیں صحیح ٹھہرانے کے لئے کوئی نہ کوئی تاویل و تخصیص ضرور کی ہے۔ اب ذرا مفتی محمد شفیع دیوبندی کی سُنئے:

"خوب سمجھ لو کہ تمام امت نے خاتم النبیین کے الفاظ سے یہی سمجھا ہے کہ یہ آیت یہ بتلا رہی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی ہے نہ رسول اور اس پر بھی اجماع و اتفاق ہے کہ نہ اس آیت میں کوئی تاویل ہے اور نہ تخصیص، اور جس شخص نے اس آیت میں کسی قسم کی تخصیص کے ساتھ کوئی تاویل کی اس کا کلام ایک بکواس و ہذیان ہے اور اس کے اوپر کفر کا حکم کرنے سے روک نہیں سکتی کیونکہ وہ اس نصِ صریح کی تکذیب کرتا ہے جس کے متعلق اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتفاق ہے کہ اس میں کوئی تاویل و تخصیص نہیں ہے"

(ختم نبوت، صفحہ: 101)

"قرآنِ عزیز اور احادیثِ نبویہ اور اجماعِ صحابہ اور اقوالِ سلف نے اس کا قطعی فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ خاتم النبیین اپنے حقیقی اور ظاہری معنی پر محمول ہے، نہ اس میں کوئی مجاز ہے نہ مبالغہ اور نہ تاویل و تخصیص"

(ختم نبوت کامل، ص: 114)

ضیاء القرآن پبلی کیشنز کو ہدیہ تبریک

میں محترم محمد حفیظ البرکات شاہ صاحب (فرزندارجمند پیر کرم شاہ صاحب) کو پوری سنی قوم کی طرف سے ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں کہ جو وہابیوں، دیوبندیوں کے رد میں اپنے ادارہ کی جانب سے ایمان افروز کتب انتہائی خوبصورت انداز سے شائع کر رہے ہیں اللہ کرے زورِ اشاعت اور زیادہ۔

دیوبندیوں کی گستاخانہ عبارات سمجھنے کے لئے اس ادارہ کی کتب "تعارف علمائے دیوبند"، "دیوبند سے بریلی" اور "سفید و سیاہ" خاص طور پر پڑھنے کے لائق ہیں علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کی کتاب "سفید و سیاہ" کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمایئے۔ کتابچہ "جہالس برگ سے بریلی" کے دیوبندی مصنف کو جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"رشید احمد گنگوہی، محمد قاسم نانوتوی، خلیل احمد انبیٹھوی اور اشرف علی تھانوی وغیرہ نے اگر غلطی کی ہے، کفر کیا ہے تو آپ کفریہ عبارات لکھنے والوں کے حامی نہ بنیں اور ان کی کفریہ عبارات کے قائل اور قائل بن کر اپنے لیے کفر جمع نہ کریں"

(سفید و سیاہ، صفحہ: 156۔ اشاعت اول 1989ء)

میں پیر صاحب کے صاحبزادگان محترم کی توجہ اس گھمبیر اور انتہائی سنجیدہ مسئلے کی جانب دلانا چاہوں گا کہ تحذیر الناس کی عبارات کو زیرِ نظر مضمون میں دلائلِ حقہ سے ایک بار پھر ہم نے کفریہ ثابت کر دیا ہے [1]۔ اب انہیں اس پر غور کرنا چاہیے کہ کفریہ عبارات کی حمایت کرنے والوں کا انجام کیا ہوگا؟ انہیں سوچنا چاہیے اور مفتیوں سے پوچھنا چاہیے کہ صریح کفریہ عبارات کی طرفداری اور حمایت سے عقیدہ ایمان باقی رہتا ہے یا نہیں، بلکہ مسئلے کا احساس

[1] علمائے دیوبند ایک اور زبردست جھوٹ کہہ دیتے ہیں کہ امام احمد رضا بریلوی نے تحذیر الناس کے مختلف صفحات سے جملے لے کر انہیں جوڑ کر کفریہ عبارت بنائی۔ گویا عبارات کا کفر علمائے دیوبند نے بھی تسلیم کر لیا۔ لیکن میں ڈنکے کی چوٹ پہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ وہ تینوں عبارات علیحدہ علیحدہ بھی مستقل طور پر کفریہ ہیں۔ اور زیرِ نظر مضمون میں یہ دعویٰ دلائلِ حقہ کے ساتھ پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے۔

کرتے ہوئے اولین فرصت میں انہیں کوئی فیصلہ کرنا چاہئے۔ بندہ ناچیز نے جو کچھ تحریر کیا اور جہاں کہیں بھی قلم کی سختی اور شدت دکھائی دیتی ہے یہ سب الحب للہ والبغض للہ کے جذبے کے تحت کیا ہے۔ کوئی ذاتی پرخاش نہیں اور جہاں سخت الفاظ میں گرفت کی ہے وہ بھی اس لئے

ع   کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کار تریاقی

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العلمین۔

✡✡✡✡✡✡✡✡✡✡

مکتبہ رضویہ داتا دربار مارکیٹ، لاہور نمبر ______
فون: 7226193 تاریخ 6-5-ء

محترم مکرم مولانا محمد اشفاق اقبال صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ارسال کردہ مکتوب موصول ہوا، استفتاء کے جواب کے لئے جامعہ نظامیہ رضویہ کے مفتی صاحب سے رجوع کیجئے فقیر مفتی تو در کنار کسی شمار قطار میں نہیں ہے۔

پیر محمد کرم شاہ صاحب کو راقم نے حکیم محمد موسیٰ امرتسری کی معرفت یہ گزارش کی تھی:

ماہنامہ الرشید، ساہیوال کے دارالعلوم دیوبند نمبر میں آپ کا ایک مکتوب شائع کیا گیا ہے جس کی وجہ سے اہل سنت وجماعت میں بے چینی پائی جاتی ہے، اس کا ازالہ ہونا چاہیے۔

پیر صاحب نے کوئی جواب نہیں دیا اور چند لمحوں کے بعد اٹھ کر چلے گئے

والسلام

محمد عبد الحکیم شرف قادری

